ترجمان اسلام

ہفت روزہ

لاہور پاکستان

بیادگار

مولانا مفتی محمود

تشدد کی سیاست وہی لوگ اختیار کرتے ہیں جنہیں عوام نے مسترد کر دیا ہو

مولانا فضل الرحمن

یکم محرم تا ۷ محرم ۱۴۰۲ھ

۳۰ اکتوبر تا ۵ نومبر ۱۹۸۱ء

قیمت ایک روپیہ پچاس پیسہ

شمارا ۴۴

زِندگی

زندگی آلودۂ غم ، غم شعور زندگی
غم ہی سے محصور ہے بزم سرور زندگی

زندگی کی گود میں بھر کر سرور زندگی
کس قدر مسرور ہے مستِ شعور زندگی

حسن ہے اک آئینہ دار ظہور زندگی
عشق سے ہوتی ہے تکمیلِ شعور زندگی

کس نے یہ صحنِ چمن میں پھونک دی روحِ نشاط
پتے پتے سے برستا ہے سرورِ زندگی

جبر سے یا قہر سے طوفان سے یا خیر سے
کرنے والے ہیں کہ کرتے ہیں عبور زندگی

کچھ تو لطف اندوز ہو دنیا کے رنج و فکر سے
موت بھی آجائے گی اے ناصبور زندگی

بے خبر دورِ خزاں سے بے خبر صیاد سے
کس قدر متفنی غم ہیں طیور زندگی

الجھنیں ہی الجھنیں ہیں کاوشیں ہی کاوشیں
موت نے آکر سنبھالے ہیں امور زندگی

موت نے اک دوسری دنیا کا عقدہ حل کیا
ورنہ یہ دُنیا ہی سب کچھ تھی حضورِ زندگی

ہاں اسی پردے میں ہے رازِ حیات جاوداں
زندگی کامل ہے مٹ جانا غرور زندگی

جناب کامل قادری لاہور

گرتا ہوا معیارِ تعلیم

صدرِ مملکت نے لاہور میں این۔ای۔ٹی ایسوسی ایشن کی پہلی سالانہ کانگرس سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ "ملک میں میڈیکل کا معیار گرتا جارہا ہے۔ محض نمبروں کی وجہ سے میڈیکل کالجوں میں داخلہ نہ دیا جائے"۔

معیارِ تعلیم کے انحطاط کا رونا ایک عرصہ سے رویا جارہا ہے لیکن اس کی روک تھام کے لیے قابلِ قدر اقدامات نہیں کیے گئے۔ صرف میڈیکل ہی کیا ہر شعبۂ تعلیم میں معیار تشویشناک حد تک گرچکا ہے۔ خصوصًا ابتدائی تعلیم کے ادارے مدرسہ کی بجائے "اساتذہ کرام" کے لیے سونے کی چڑیا بنے ہوئے ہیں۔ جبری ٹیوشن رعایتی نمبروں میں کامیابی اور لائق طلبا سے بے اعتنائی ان ابتدائی مدارس میں معمول بن چکا ہے۔ اس کا اثر سراسر معیارِ تعلیم پر پڑتا ہے۔ طلبا اور والدین باامرِ مجبوری پڑھنے پڑھوانے کی بجائے اساتذہ کرام کو خوش کرنے کی طرف توجہ دے رہے ہیں۔ اس طرح بنیاد ہی کمزور پڑتی ہے اور ظاہر ہے پھر اعلیٰ جماعتوں تک پہنچتے پہنچتے اس "تعلیمی عمارت" کی مضبوطی کا کیا حال ہوگا اعلیٰ تعلیمی اداروں میں داخلہ اور دفتر میں ملازمت کے وقت عمومًا سندات دیکھنے پر ہی اکتفا کیا جاتا ہے۔ حالانکہ ضرورت اس امر کی ہے کہ سندات کے ساتھ ساتھ امیدوار کی لکھت پڑھت کی صلاحیت پرکھنے کے لیے تحریری امتحان بھی ہونا چاہیئے اور جو امیدوار اس امتحان سے کامران گزرے اسے داخلہ یا ملازمت دی جائے۔ بصورتِ دیگر نااہل قرار دیا جائے۔

اس طرح معیارِ تعلیم از خود بلند ہونا شروع ہوجائے گا۔ نیز اساتذہ کرام پر زور دیا جائے کہ وہ طلبہ کو وردی کی تاکید کرنے اور مختلف مدوں میں "فنڈ" طلب کرنے کے بجائے تعلیمی اعتبار سے اپنی ذمہ داریاں بطریق احسن پوری کریں

علاوہ ازیں طلبہ میں ملبنہ طور پر ذہنی انتشار پھیلانے والے اساتذہ کرام بھی معیارِ تعلیم کے زوال کے ذمہ دار ہیں۔ ایسے اساتذہ اور محکمہ تعلیم میں موجود کالی بھیڑوں کو تعلیمی اداروں اور محکمہ سے نکال باہر کیا جائے جو طلباء کے ذہنوں، تعلیمی اداروں اور نصابی کتب میں انتشار کا موجب ہیں۔

نیز حکومت تمام سرکاری تعلیمی اداروں کی بھرپور مالی سرپرستی کرے تاکہ اساتذہ کو "فنڈ" طلب کرنے کا کوئی بہانہ ہاتھ نہ آسکے۔ کالجوں یونیورسٹیوں کے طالبعلموں کو پابند کیا جائے کہ وہ کم ازکم چار گھنٹے کمرہ جماعت میں ضرور گذاریں اور اساتذہ کرام اپنی جائز چھٹیاں اس طرح لیں کہ طلبہ کا قیمتی وقت ضائع نہ ہو اس طرح کے اقدامات سے ہمیں امید ہے کہ معیار تعلیم میں کچھ سدھار ہوگا

ہفت روزہ
ترجمان اسلام
لاہور پاکستان

جلد ۲۴ شمارہ ۴۴

جمعۃ المبارک یکم محرم تا ۷ محرم ۱۴۰۲ھ

سرپرست
حضرت مولانا محمد عبداللہ درخواستی مدظلہٗ

نگران اعلیٰ
حضرت مولانا عبیداللہ انور مدظلہٗ

مدیر
ابوعمار زاہد الراشدی

مدیر معاون
زاہد بلند شہری

چیف رپورٹر
راؤ منور احمد خاں

بدل اشتراک
سالانہ : ۶۵ روپے
ششماہی : ۳۳ روپے
سہ ماہی : ۱۷ روپے

رابطہ کے لیے
ہفت روزہ "ترجمان اسلام" رنگ محل لاہور
از مطبوعات نظام العلماء پاکستان

احمد یعقوب چودھری

مولانا مفتی محمود رحمۃ اللہ علیہ

عالمِ دین جن کے قول و فعل میں تضاد نہیں تھا

استقامت، علم، حلم، وقار، تدبر، فراست، غیر معمولی ذہانت، اخلاق عالی ہمتی اور اولوالعزمی کو اگر یکجا کیا جائے تو مولانا مفتی محمودؒ کا وجود بنتا ہے۔ انہوں نے اپنی تمام تر صلاحیتیں دین اسلام کی خدمت کے لئے وقف کر رکھی تھیں۔ ان کا ہر کام سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق ہوتا تھا۔ ہر چھوٹے سے چھوٹے معاملے میں ان کی کوشش تھی کہ سنت مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا دامن نہ چھوٹنے پائے۔ شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ، احمد شہیدؒ، حافظ ضامن شہیدؒ، مولانا قاسم نانوتویؒ، رشید احمد گنگوہیؒ، شیخ الہند محمود حسنؒ، سید انور شاہ کشمیریؒ، شیخ الاسلام حسین احمد مدنیؒ، سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ اور مولانا احمد علی لاہوریؒ کے مفتی صاحبؒ صحیح معنوں میں جانشین تھے۔ وہ اسی قافلہ حریت کے جرنیل تھے جنہوں نے ہمیشہ حق کا ساتھ دیا اور اس کی پاداش میں صعوبتیں برداشت کیں [illegible] کی ذاتی زندگی ہر آلائش سے پاک تھی [illegible] گی اور استغنا ان کی طبیعت کا خاصہ تھا [illegible] رح ایک کھرا انسان تصنع و بناوٹ سے کوسوں دور مفتی محمودؒ ایک ایسا عالم دین تھا جس کے قول و فعل میں کوئی تضاد نہ تھا۔ وہ ایک صحیح با عمل عالم تھے۔ صوبہ سرحد کے ایک چھوٹے سے قصبہ عبدالخیل کی فضا سے جب مولوی محمود کے علم کی خوشبو ہر چہار سو پھیلی تو ملتان پکار اٹھا کہ علم کا پھول ملتان ہی کے علمی باغ کی رونق بننا چاہیئے

ملتان کے شہریوں کے اصرار اور استاد محترم کی اجازت سے مفتی صاحب ملتان تشریف لائے اور مدرسہ قاسم العلوم میں مدرس مقرر ہوئے۔ اپنی علمی قابلیت اور خداداد ذہانت کی بدولت یہاں کے صدر مدرس، شیخ الحدیث، مفتی اور مہتمم مقرر ہوئے۔ تادم آخر مدرسہ قاسم العلوم سے منسلک رہے اور اس مدرسہ کی ترویج و ترقی کے لئے دل و جان سے کوشش کرتے رہے۔ قومی سطح کے سیاست دان ہونے کے باوجود انہوں نے مدرسہ کے کاموں کو اولیت دی اور شیخ الحدیث کے مرتبہ کو وہ وزارت عظمیٰ سے اہم سمجھتے تھے۔ درس و تدریس کا کام آخر وقت تک جاری رکھا حالانکہ بحیثیت سیاستدان وہ بے پناہ مصروف رہتے تھے، مگر ملتان میں رہ کر یہ کبھی نہیں ہوا کہ درس و تدریس کا سلسلہ بند ہوا ہو۔ شدید علالت میں بھی درس دیا کرتے تھے۔ ملتان میں رہ کر ناغہ کرنا ان کو گوارا نہ تھا۔ طالب علم کا نقصان ان کو بہت دکھ دیتا تھا۔ مدرسہ میں سیاست صرف ان کے کمرہ تک محدود تھی۔ انہوں نے مدرسہ میں سیاست پر مکمل پابندی عاید کر رکھی تھی۔ وہ فرمایا کرتے تھے کہ طالبعلموں کو صرف تعلیم حاصل کرنا چاہیئے۔ تعلیم حاصل کرنے کے بعد سیاست کی جائے، مگر دوران تعلیم یہ زہر قاتل ہے۔ طالب علم صرف سیاست کا شکار ہو جاتا ہے اور علم سے رہ جاتا ہے۔ دیکھنے والے لوگ حیران ہوا کرتے تھے کہ مفتی صاحب جو عظیم سیاستدان ہیں درس و تدریس

کے وقت صرف مدرس ہوتے تھے۔ د

تک اس وقت سیاست نہ ہوتی اور جب

بحیثیت سیاستدان میدان میں ہوتے

کے پائے کا سیاستدان کوئی اور نہ

پھر ان کے آگے کسی کا چراغ نہ جل

محسوس ہوتا کہ یہ دو علیحدہ علیحدہ شخصیتیں

باوجود بے انتہا مصروفیت کے مدرسہ

العلوم کے مفتی کی حیثیت سے انہوں

اپنے قلم سے تقریباً بیس ہزار فتاویٰ جا

کئے جن سے اہل علم اور عام لوگوں نے فا

اٹھایا اور آئندہ اٹھاتے رہیں گے۔

تہذیب یافتہ طبقہ کے مسائل کو وہ ایسی

سے حل کرتے کہ لوگ دنگ رہ جا

سائل مطمئن ہو جاتے۔ شیخ الحدیث کی

سے وہ جب درس حدیث دیتے تو

ان کے شاگردوں کو ایسا محسوس ہوتا کہ

کا ایک سمندر ہے جو ہر آن ایک نیا موتی

ہے۔ فقہ، تفسیر اور علم حدیث پر ان کی

بڑی گہری تھی۔ ان کی شخصیت ہر محاذ پر

نظر آتی ہے۔ انہوں نے ہر حیثیت میں د

اسلام کی خدمت کی۔ بحیثیت سیاستدا

انہوں نے جتنی جدوجہد کی وہ تمام تر دین اسلا

کے غلبہ اور نفاذ کے لئے تھی۔ ان کی تمام

سیاست دینِ اسلام کے تابع تھی۔ سیاس

کی پُر پیچ وادی میں رہتے ہوئے بھی وہ

کبھی عبادت، ریاضت و مطالعہ سے غافل نہیں

ہوئے۔ تہجد کے وقت اٹھتے تو صبح کر دیتے

کہ مصلے پر بیٹھے اللہ کے حضور عاجزی و انکسار

یادِ رفتگاں

ابو عمار زاہد الراشدی

مولانا مفتی محمود مرحوم

ان کے علم، تدبّر اور حوصلے کے سب معترف تھے

مولانا مفتی محمود مرحوم کو ہم سے جدا ہوئے ایک برس ہو چکا ہے۔ مفتی محمودؒ بنیادی طور پر ایک عالم دین تھے، لیکن ان کی صلاحیتیں اور خوبیاں اسقدر متنوع تھیں کہ جن کے باعث موافق مخالف سب حلقوں میں ان کا دلی احترام پایا جاتا تھا اور ان کا بڑے سے بڑا مخالف بھی ان کے علم، تدبر اور حوصلہ کا معترف تھا۔ مرحوم کا نمایاں وصف ٹھوس اور ہمہ گیر علم تھا جو انہوں نے اپنے وقت کے جید علماء اور اساتذہ کی صحبت میں حاصل کیا اور پھر اسے رفقاء اور تدریس کی برسہا برس کی علمی و تجرباتی زندگی میں پختہ کیا۔ انہیں حدیث اور فقہ کے ساتھ ساتھ معقولات اور عربی ادب پر بھی مکمل دسترس حاصل تھی۔ مسلسل سیاسی مشاغل، مصروفیات، علالت اور ذہنی پریشانیوں کے باوجود مختلف علوم کی جزئیات تک ان کے مستحضر تھیں۔ کوئی بھی مسئلہ چھیڑ دیں، مرحوم اس پر دلائل کے انبار لگاتے چلے جاتے۔

اپنے دورہ حدیث کے سبق میں وہ جدید سیاسی و معاشی مسائل پر کھل کر بحث کرتے، طلبہ کو ان کی اہمیت سے آگاہ کرتے۔ جمہوریت اور اسلام، سرمایہ داری اور کمیونزم، سود اور بینکاری اور ان جیسے دیگر مسائل ان کا خصوصی موضوع بحث ہوتے، بلکہ وفاق المدارس العربیہ کے سالانہ امتحانات میں جو پرچے وہ خود مرتب کرتے ان میں ان مسائل سے متعلق سوالات بھی شامل کرتے تاکہ طلبہ میں ان مسائل سے واقفیت حاصل کرنے کا شوق و ذوق پیدا ہو۔ وہ جب اسلامی اصولوں کا جدید تقاضوں سے تقابل کرتے تو ان کا مؤقف دفاعی نہیں ہوتا تھا۔ اسلامی اصول و احکام کا مقدمہ جدید منطق کی زبان میں بڑی کامیابی سے پیش کرتے۔

مفتی صاحبؒ کی ایک خصوصیت ان کی دینی حمیت تھی۔ وہ دین اور دین کے مسلّمہ اصولوں کے خلاف کوئی بات کسی حالت میں بھی برداشت نہیں کر سکتے تھے۔ انکار حدیث، انکار ختم نبوت، عائلی قوانین، خاندانی منصوبہ بندی اور ڈاکٹر فضل الرحمٰن کی تحریفات کے خلاف جدوجہد میں مفتی صاحبؒ کا سرگرم کردار ان کی دینی حمیت کا آئینہ دار ہے۔ مفتی محمود مرحوم کی ایک امتیازی خصوصیت ان کا حلم اور بردباری تھی۔ وہ مخالفین کی کڑوی کسیلی باتوں سے اشتعال میں نہیں آتے تھے بلکہ انتہائی تحمل اور بردباری کے ساتھ صرف قابل جواب باتوں کا جواب دیتے اور نامناسب باتوں پر خاموشی اختیار کر لیتے۔ ہمارے ہاں کردار کشی قومی سیاست کا لازمی عنصر شمار ہوتی ہے اور سابقہ دور حکومت میں اس ضمن کی باقاعدہ سرکاری طور پر سرپرستی کی جاتی رہی، مگر سرکاری ذرائع ابلاغ سے مسلسل کردار کشی کے باوجود مفتی صاحبؒ اپنے اختلاف کا اظہار صرف دلائل اور اصولوں کے حوالے سے کرتے اور سیاسی مخالفین کے بارے میں کوئی نامناسب بات ان کی زبان پر نہ آتی۔

اسلامی نظام کے نفاذ کے لئے وہ بے پایاں جذبہ رکھتے تھے۔ وہ کہا کرتے تھے کہ مجھے اسلامی نظام چاہیئے جن ہاتھوں سے بھی آئے۔ اگر صحیح اسلام ہوا تو میں اسے بخوشی قبول کروں گا۔ جن دنوں کالعدم پاکستان قومی اتحاد کے نمائندے صدر جنرل محمد ضیاء الحق کی کابینہ میں شامل تھے، کچھ آزاد خیال دوستوں کی طرف سے اس پر اعتراض ہوا کہ جمہوریت کے علمبردار غیر نمائندہ حکومت میں کس طرح شامل ہو گئے۔ مفتی صاحبؒ اس کے جواب میں فرمایا کرتے تھے کہ نظریاتی تحریکوں کے لئے جمہوریت مقصد نہیں بلکہ مقصد کے حصول کا ذریعہ ہوتی ہے۔ اب یہاں کمیونسٹ بھی جمہوریت کی بات کرتے ہیں اور ہم بھی جمہوریت کی بات کرتے ہیں، لیکن جمہوریت نہ ان کا مقصود ہے نہ ہمارا۔ وہ جمہوریت کے ذریعہ کمیونزم لانا چاہتے ہیں اور ہم جمہوری عمل کو اسلامی نظام کیلئے استعمال کرنا چاہتے ہیں۔ اگر کمیونسٹوں کو اپنے مقصد کے حصول کے لئے جمہوریت کے سوا کوئی اور سہل ذریعہ مل جائے تو وہ اسے اختیار کرنے میں تامل نہیں کرتے، اس لئے ہم اگر اسلامی نظام کے نفاذ کے لئے غیر نمائندہ حکومت میں شمولیت کا تجربہ کر رہے ہیں تو یہ ہمارے مقصد کے خلاف نہیں ہے اور پھر جب اسلامی نظام کے نفاذ کا اعلان ہوا تو مفتی صاحبؒ

جلسوں میں اسے حکومت میں اپنی شمولیت کے ثمرہ کے طور پر بڑے فخر سے ذکر کرتے اور فرماتے کہ باقی لوگ کنارے پر کھڑے نمائندہ وغیر نمائندہ کے چکر میں اُلجھے رہے لیکن ہم سمندر میں کود کر یہ موتی نکال لائے ہیں، مگر صد افسوس کہ یہ خوشی اور مسرت زیادہ دنوں تک جاری نہ رہ سکی اور جن قوانین کے نفاذ کا مرحوم انتہائی فخر سے اعلان کیا کرتے تھے ان پر عملدرآمد کی منفی صورت حال پر ان کا ردِعمل بھی انتہائی شدید تھا۔ مولانا مفتی محمود رحمۃ اللہ علیہ کی قومی جدوجہد کا دوسرا نکتہ ان کی عوام دوستی تھی۔ عوامی حقوق کے بارے میں وہ کسی لچک کے روادار نہ تھے۔ انہوں نے صوبہ سرحد کی وزارتِ اعلیٰ کے دور میں خود بھی عوامی حقوق کی پاسداری کو قائم رکھا۔ ان کے خلاف مظاہرے بھی ہوئے۔ ٹرسٹ کے اخبارات نے نازیبا رویّہ بھی اختیار کیا حتیٰ کہ وفاقی وزراء ان کے خلاف ان کے صوبہ میں تقریریں کرتے رہے، لیکن انہوں نے ایک لمحہ کے لئے دفعہ ۱۴۴ یا کسی انتظامی قانون کا سہارا لیا، بلکہ وہ چیلنج دیا کرتے تھے کہ اگر کوئی یہ ثابت کر دے کہ ان کے دورِ حکومت میں ایک دن کے لئے بھی دفعہ ۱۴۴ لگی ہے یا پولیس نے کسی پر لاٹھی چارج کیا ہے تو سیاست سے دستبردار ہو جائیں گے۔ ان کا نقطۂ نظر یہ تھا کہ عوام کو یہ حقوق اسلام نے دیے ہیں اور اسلام کے عطا کردہ حقوق کی تنسیخ یا تعطیل کا کسی کو حق نہیں پہنچتا۔

مرحوم کی قومی جدوجہد کا تیسرا نکتہ ان کی اصول پرستی تھی۔ انہوں نے اصولوں کی خاطر واضح اکثریت رکھتے ہوئے بھی وزارتِ اعلیٰ سے استعفیٰ دے دیا۔ جس بات کو صحیح سمجھا اس پر ڈٹ گئے۔ اپنے موقف کی خاطر رفقاء بلکہ عزیز رفقاء سے ہاتھ دھونے پڑے، مگر اس کی پرواہ نہ کی۔ مفتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی سیاسی جدوجہد کا چوتھا اصول ان کی حب الوطنی ہے۔ وہ اگرچہ تحریک پاکستان میں شامل نہیں تھے، بلکہ جمعیۃ علماء ہند کے پلیٹ فارم پر انہوں نے تقسیم ہند کی مخالفت کی تھی، لیکن قیامِ پاکستان کے بعد پاکستان کی سالمیت کے تحفظ کی جدوجہد میں انہوں نے شاندار کردار ادا کیا۔

افغانستان میں روسی جارحیت کی پُرزور مذمت اور افغان عوام کی جدوجہد کی غیر مشروط حمایت کے پیچھے جہاں اسلامی و انسانی ہمدردی کے جذبات کارفرما تھے وہاں مفتی صاحب مرحوم کا یہ احساس بھی اس معاملہ میں کافی حد تک دخیل تھا کہ افغانستان میں روسی جارحیت کے سامنے سپر انداز ہونے کا مطلب (معاذ اللہ) خود پاکستان کی سالمیت سے ہاتھ دھونا ہے۔ اس لئے وہ کہا کرتے تھے کہ افغان مجاہدین صرف اپنے ملک کی آزادی کے لئے ہی نہیں بلکہ پاکستان کی سالمیت کے تحفظ کی جنگ بھی لڑ رہے ہیں۔

بقیہ، مولانا مفتی محمودؒ

سے عرض معروض کی جا رہی ہے۔ آرام کو ترک کر کے خدمتِ دین کو اپنایا۔ مملکت خداداد پاکستان میں نظام مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے نفاذ کے مشن کو لے کر ملک کے چپہ چپہ کا دورہ کیا اور اہلِ وطن کو تبلایا کہ قیام پاکستان کے وقت اس ملک میں اسلامی نظام کے نفاذ کا وعدہ کیا گیا تھا۔ آؤ کہ سب مل کر اس ملک میں اس نظام کا اجرا کریں۔ کالعدم قومی اتحاد کے قائد کی حیثیت سے انہوں نے نظام مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے جو انتھک جدوجہد کی اس کی مثال بہت کم ملتی ہے۔ نہ صحت کا خیال کیا اور نہ ہی کبھی آرام کا سوچا۔ ذیابیطس کے مریض تھے ڈاکٹروں نے ان سے بارہا کہا کہ آپ آرام کریں اگر آرام نہ کیا تو صحت جواب دے جائے گی، مگر اس مردِ درویش نے پرواہ نہ کی۔ خرابیٔ صحت کے باوجود دورے جاری رکھے اور ملک میں اللہ کے نظام کے نفاذ کے لئے کوشش کرتے رہے۔ وہ فرمایا کرتے تھے کہ اگر نظام مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے نفاذ کی جدوجہد میں میری جان چلی جائے تو میرے لئے سعادت کی بات ہوگی۔ بڑے بڑے علماء کرام ان سے علمی استفادہ کیا کرتے تھے اور ان کے علمی اور عقلی دلائل کو تسلیم کرتے تھے۔ موت سے چند لمحے قبل بھی علماء کرام سے علمی بحث ہو رہی تھی کہ دل کا دورہ پڑا جو جان لیوا ثابت ہوا۔ سفرِ حج پر جانے والے مفتی محمودؒ ایک علمی مذہبی نکتہ کو سمجھاتے ہوئے ۱۴ اکتوبر ۱۹۸۰ء کو اپنے خالقِ حقیقی سے جا ملے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ ان کو ہم سے جُدا ہوئے ایک سال ہو چکا ہے، مگر وہ اپنے بے داغ کردار کی بدولت لوگوں کے دلوں میں زندہ ہیں۔ ایسی شخصیتیں مر کر بھی زندہ رہا کرتی ہیں جن کی زندگی کا کوئی مشن ہوا کرتا ہے۔ حضرت مولانا مفتی محمود رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی کا مشن مملکتِ خداداد پاکستان میں نظام اسلامی کا نفاذ تھا۔ ایسی شخصیتیں کبھی کبھار ہی پیدا ہوا کرتی ہیں۔ حق مغفرت کرے عجب آزاد مرد تھا

تبلیغی چارٹ مفت

ایک پوسٹ کارڈ لکھ کر قرآن و حدیث کے مضامین پر مشتمل کتبہ جات اور چارٹ مفت منگوائیں۔

مکتبہ مجددیہ صدر چوک منصور آباد فیصل آباد

اصلی نمک سلیمانی (بہشتی زیور والا)
پیکنگ ۱۰۰ گرام۔ قیمت -/۶ روپے
محصول ڈاک سمیت -/۷ روپے
تاجرانہ رعایت کے لئے لکھیں۔

مجددیہ عظیم دواخانہ
منصور آباد۔ فیصل آباد

ہفتہ رفتہ و گذشتہ — زاہد بلند شہری

۱۹۵۹ء کا معاہدہ اور پاکستان

پچھلے اخبارات میں صدر ضیاء الحق کا "نیویارک ٹائمز" کو دیا گیا ایک انٹرویو شائع ہوا ہے۔ اس میں دوسری باتوں کے علاوہ یہ بھی کہا کہ "اگر روس نے پاکستان پر حملہ کیا اور اس قسم کی صورت حال پیدا ہوئی تو ۱۹۵۹ء کے اس معاہدے کو حرکت میں لایا جائے گا اس میں کہا گیا ہے کہ اگر سرزمین پاکستان پر کمیونسٹوں نے حملہ کیا تو امریکہ خاموش نہیں رہے گا۔ لیکن امریکہ سے یہ امید کرنا احمقوں کی جنت میں رہنا ہے کہ وہ یہاں آکر ہماری جنگ لڑے گا، لہٰذا پاکستان کو خود اپنے پیروں پر کھڑا ہونا پڑے گا۔"

اس پورے انٹرویو میں موصوف نے بھارت کی خارجہ پالیسی اور پاکستان کے خلاف اس کے غلط پروپیگنڈے کی وضاحت کی ہے اور بھارت کو کشیدگی ختم کرنے کے لئے بات چیت کی پیشکش کی ہے۔

اس سے پہلے بھی صدر ضیاء الحق نے کئی مرتبہ باہمی مفاہمت کے بارے میں بھارت کو گفت و شنید کی پیشکش کی ہے، لیکن بھارت کے ارباب بست و کشاد نے انہیں کبھی اہمیت نہیں دی۔ تازہ پیشکش کے بارے میں اندرا گاندھی نے کہا کہ "ہمیں اس بارے میں باقاعدہ کوئی پیشکش نہیں ہوئی"۔ تاہم صدر ضیاء الحق نے صاف الفاظ میں کہہ دیا کہ اگر انہیں تحریری پیشکش پر اصرار ہے تو پاکستان یہ شرط پوری کردے گا۔

ہم انہیں کالموں میں پاک امریکہ تعلقات اور بھارت کے حالیہ رویے کے بارے میں قارئین کو بتا چکے ہیں۔ اس سلسلے میں مزید صرف اتنا کہیں گے کہ مسز اندرا گاندھی سوویت یونین کی بیساکھیوں کے سہارے اپنے کو برصغیر کی "منی سوپر پاور" تصور کرتی ہیں اور اب بھارت کی پالیسیاں سوویت روس کے مشورے کے بغیر انجام کو نہیں پہنچتیں۔

بھارتی حکمرانوں نے اس خطہ میں ایک بار پھر امن و امان کا مسئلہ پیدا کر دیا ہے — بلا وجہ کشیدگی کو ہوا دینا ان کا معمول بن گیا ہے حالانکہ خود بھارت میں تشدد آمیز واقعات میں اضافہ ہوتا جا رہا ہے۔ ابھی آسام کی تحریک ختم نہیں ہوئی تھی کہ آزاد خالصتان کی تحریک شروع ہو گئی۔ بھارت میں بڑھتی ہوئی مہنگائی نے غریب عوام کو پیس کر رکھ دیا ہے معیار زندگی انتہائی پست ہے۔ ان حالات میں مسز اندرا گاندھی اپنے عوام کی خوشحالی اور بھلائی کی طرف توجہ دینے کے بجائے بین الاقوامی سطح پر پاکستان کے خلاف زہر اگلنے میں مصروف ہیں۔ ہر سال دفاعی تخمینہ میں اضافہ کر رہی ہیں۔ بھارتی حکمران پارٹی کے عہدیدار اور اخبارات اندرا گاندھی کی خوشنودی کی خاطر جنگی جنون کو ہوا دے رہے ہیں۔

ادھر پاکستان نے ہمیشہ اپنے ہمسایوں کے لئے خیر سگالی کے جذبات کا اظہار کیا۔ اور تازہ ترین پیشکش اس بات کا بیّن ثبوت ہے کہ پاکستان اس خطہ میں امن و آشتی سے رہنا چاہتا ہے، لیکن بھارت میں اسلحہ کے انبار پاکستان کو اپنا دفاع مضبوط کرنے پر مجبور کر رہے ہیں۔ گذشتہ گزرے مہینوں میں پاک امریکہ معاہدے پر لے دے ہوئی تھی، اسلحہ بھی اسی سلسلہ کی کڑی ہے، لیکن ہنوز اس معاہدے کو عملی جامہ پہنانے کا وقت نہیں آیا۔ سعودی عرب کو وڈیار بردار اواکس طیاروں کے بارے میں امریکی ایوان نمائندگان کی خارجہ امور کی کمیٹی نے ۸ کے مقابلے میں ۲۸ ووٹوں سے امریکی حکومت کی تجویز مسترد کر دی۔ اس تجویز کے مسترد کئے جانے کے بعد پاکستان کو ایف-۱۶ اور دیگر امریکی اسلحہ ملنے کے امکانات تقریباً معدوم ہوتے جا رہے ہیں۔ وجہ صاف ظاہر ہے کہ امریکی ایوان نمائندگان میں یہود نواز ارکان اسرائیلی اشارے پر پاکستان کو کسی طرح مضبوط نہیں دیکھنا چاہتے۔

ادھر افغانستان میں روسی فوجوں کی موجودگی ایران اور پاکستان کی سرحدوں پر حالات خراب کر رہی ہے۔ روسی فوجوں کا زیادہ عرصہ تک افغانستان میں رہنا مستقبل میں پاکستان کے لئے خطرے کا باعث ہے اور ہو سکتا ہے سوویت روس افغانستان میں اپنی موجودگی کی وجہ پیدا کرنے کے لئے پاکستان کے خلاف جارحیت کرے۔ مستقبل کے اس خطرے کو سامنے رکھتے ہوئے صدر نے ۱۹۵۹ء کے پاک امریکہ معاہدے کا تذکرہ کیا ہے اور ساتھ ہی یہ بھی کہا کہ پاکستان کو خود اپنے پیروں پر کھڑا ہونا پڑے گا۔

یہاں ہم صدر مملکت سے یہ عرض کرنا ضروری سمجھتے ہیں کہ ایسے حالات میں جب دشمن پاکستان چھیڑ چھاڑ کا بہانہ تلاش کر

حافظ محمد عبدالمتین خان

سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ

یکم محرم الحرام جہاں سن ہجری کا پہلا دن ہے وہاں ہمیں اس عظیم ہستی کی یاد بھی دلاتا ہے جسے رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے بارگاہِ ایزدی سے خود مانگا اور جس نے اپنے دس سالہ دورِ اقتدار میں سلطنتِ اسلامیہ کی سرحدوں کو اس قدر وسعت دی کہ مخالف اور دشمن مؤرخ بھی یہ کہنے پر مجبور ہو گئے کہ اگر جنرل عمرؓ کو دس سال اور مل جاتے تو دُنیا میں اسلام کے سوا کچھ بھی نہ ہوتا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ جو اسلام لانے سے پہلے کفر کی ایک بڑی قوت شمار ہوتے تھے' اسلام لائے تو دار ارقمؓ میں مخفی طور پر عبادت کرنے والے مسلمانوں پر مسجدِ حرام کے دروازے کھُل گئے اور کفر نے عملاً محسوس کر لیا کہ کمزور اور لاچار نظر آنے والے مسلمان اب بے سہارا نہیں رہے۔

قریشِ مکہ کے پاس عمرو بن ہشام (ابوجہل) اور عمر بن الخطابؓ دو ہی جری، بہادر اور جسور نوجوان تھے جو اسلام کے خلاف پوری قوت کے ساتھ سرگرمِ عمل تھے۔ اسی لئے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بارگاہِ ایزدی سے سوال کیا تھا کہ یا اللہ! دونوں میں سے ایک مجھے دے دے اور جب اللہ ربّ العزّت نے عمرؓ کو اسلام کے کھاتے میں ڈال دیا تو مکہ میں طاقت کا توازن قائم ہو گیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خوبیوں اور صلاحیتوں کا اس سے زیادہ اعتراف کیا ہو گا جو خود جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان الفاظ میں فرمایا کہ "اگر میرے بعد نبوّت کا دروازہ بند نہ ہوتا تو عمرؓ نبی ہوتا"۔ گویا اپنی خوبیوں صلاحیتوں اور توانائیوں کے لحاظ سے حضرت عمرؓ نبوّت کے اہل تھے، نبوی خصائل کے حامل تھے، مگر ختمِ نبوّت آڑے آ گئی۔

فاروقِ اعظمؓ کی خوبیوں میں سب سے بڑی خوبی جس کا ذکر خود رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم نے "واشدھم فی امر اللہ عمرؓ" کے جملہ سے فرمایا یہ تھی کہ دین کے معاملہ میں کوئی بات برداشت کرنے کو تیار نہ تھے۔ کافر اور منافق تو رہے ایک طرف کسی مسلمان کی زبان سے بھی اگر ڈھیلی بات نکل جاتی تو تلوار میان سے نکل آتی اور مجسّم سوال ہو کر حضور علیہ الصلوٰۃ والتسلیم سے عرض کرتے "دعنی یا رسول اللہ اضرب عنق ھذا المنافق" یا رسول اللہ اجازت دیجئے میں اس منافق کی گردن اڑا دوں، اور پھر اس کلمہ گو کی گردن اڑا بھی تو دی جو ایک یہودی کے ساتھ اپنے مقدمہ میں جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے فیصلہ کے خلاف اپیل لے کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچ گیا تھا۔

انہیں منافقت اور منافقوں سے بیر تھا۔ اس قدر کہ جب پتہ چلا کہ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کو جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے رازداری سے کچھ منافقوں کے نام بتا دیئے ہیں' تو اس جنازہ میں شریک نہ ہوتے جس میں حضرت حذیفہؓ کو موجود نہ پاتے۔ انہوں نے منافقت کا تعاقب کیا اتنا کہ عمرؓ کا نام سنتے ہی منافقت غیظ و غضب کے جلتے کوئلوں پر رقص کرنے لگتی ہے اور رہا تھر بے ساختہ سینوں پر جا پڑتے ہیں وہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے منہ بولے وزیر تھے، اخسر تھے' زندگی بھر کے رفیق تھے، پھر قبر کے ساتھی بنے اور قیامت کے روز بھی جب اٹھیں گے تو اس شان کے ساتھ خدائی عدالت میں جائیں گے کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا بایاں ہاتھ ان کے کندھے پر ہو گا اور پوری کائنات اس حسین رفاقت کا مشاہدہ کر رہی ہو گی۔

دہ خلیفہ بنے تو خلافت دحکومت کا مطلب اپنے عمل کے ساتھ دُنیا کو سمجھا گئے کہ حکومت اس کو کہتے ہیں! ان کا نام سُنتے ہی ایران و روم جیسی سپر طاقتوں کے بادشاہوں پر لرزا طاری ہوتا تھا، لیکن خود ان کا لباس ٹاٹ کے پیوند سے مزیّن تھا۔ ان کا تکیہ اینٹ اور بچھونا مٹی کا تھا۔ وہ حکمران تھے لیکن ایسے کہ جب تک رعیت کے ہر فرد کو زیتون کا تیل نہیں ملتا زیتون کے استعمال کے روادار نہ تھے۔ جنہیں بیت المال سے عام آدمیوں کی طرح لباس کا کپڑا ملتا تھا اور کپڑے سے کرتا لمبا ہونے پر کوئی بھی شخص بھرے اجتماع میں ان سے یہ پوچھنے کا حق رکھتا تھا کہ عمرؓ یہ زائد کپڑا کہاں سے آیا ہے؟ وہ رات کو اپنی رعیت کے گھروں کا پہرا دیتے تھے اور گھروں کے دروازوں

خبر یہ ہے کہ — ترتیب: تحسین احمد

امریکی سینیٹ نے پاکستان کو اسلحہ کی فروخت پر عائد پابندی ختم کردی

۱۶ اکتوبر

• مشرقی پنجاب بھارت کے اکالی لیڈر سنت جرنیل سنگھ بھنڈراں والہ کو الٹی میٹم کی میعاد ختم ہونے سے پہلے رہا کردیا گیا۔

• کابل میں مرتضیٰ بھٹو گولی لگنے سے زخمی ہوگیا۔

• ایران کے وزیراعظم مستعفیٰ ہوگئے۔

• لیبیا کی سرحد پر امریکی اواکس طیاروں کی پروازیں شروع ہوگئیں۔

• بھارت کی وزیراعظم نے تسلیم کیا ہے کہ بھارت میں تشدد کی کاروائیوں میں اضافہ ہوا ہے۔

• مصر نے اعلان کیا ہے کہ قاہرہ کے ہوائی اڈے پر پھٹنے والے بم لیبیا نے بھجوائے تھے۔

• مصر کے شہر اسیوط میں تصادم میں ۱۴۔ افراد ہلاک ہوگئے۔

• انور السادات کی بیوہ جیہان سادات نے عملی سیاست میں حصہ لینے کا اعلان کیا ہے۔

۱۷ اکتوبر

• بھارتی شہر چنڈی گڑھ کے سول سیکریٹریٹ پر مسلح سکھوں کے حملے سے ایک شخص ہلاک اور کئی زخمی ہوگئے۔

• مصر میں حکومت کے ہزاروں مخالفین کو گرفتار کرلیا گیا۔

• ترکی میں تمام سیاسی جماعتیں کالعدم قرار دے دی گئیں۔

• شام میں روسی ماہرین بم کے حملے میں بڑی تعداد میں ہلاک ہوگئے ہیں۔

• بھارت کی دائیں بازو کی ایک جماعت نے بھارت میں کیوبا کے سفیر کے تقرر کے خلاف عدالت سے رجوع کیا ہے۔

• ہیمبرگ میں ایرانی سفارت کاروں نے استعفیٰ دے کر جرمنی میں سیاسی پناہ طلب کی ہے۔

• امریکی مسلح افواج کی کمیٹی نے سعودی عرب کو اواکس طیاروں کی فروخت کی منظوری دے دی۔

۱۸ اکتوبر

• مولانا فضل الرحمٰن نے کہا ہے کہ تشدد کی سیاست وہی لوگ اختیار کرتے ہیں جنہیں عوام نے مسترد کر دیا ہو۔

• جامعہ ازہر سمیت مصر کی تمام یونیورسٹیوں کو دوبارہ بند کردیا گیا۔

• سنت جرنیل سنگھ نے کہا ہے کہ اگر بھارتی حکومت نے ان کے مطالبات منظور نہ کئے تو خون کی ندیاں بہا دی جائیں گی۔

• سابق اسرائیلی وزیر خارجہ موشے دایان چل بسے۔

• یہودی لیڈروں نے انتباہ کیا ہے کہ امریکہ پر زیادہ انحصار اسرائیل کے لئے خطرناک ثابت ہوگا۔

• افغان مجاہدین نے ۱۲ بکتر گاڑیاں اور ۱۵ فوجی ٹرک تباہ کر دیئے گئے۔

• ایران کے صدر خامنائی نے کہا ہے کہ عراقی فوجوں کی واپسی کے بعد بین الاقوامی کمیشن کو جارح کا تعین کرنا چاہیئے۔

۱۹ اکتوبر

صدر ضیاء الحق نے کہا ہے کہ پاکستان بھارت کا دباؤ قبول نہیں کرے گا۔

• صدر ریگن نے کہا ہے کہ اگر کارٹر انتظامیہ صحیح اقدامات کرتی تو ایران میں انقلاب نہیں آسکتا تھا۔

• سوڈان میں تخریب کاری کی سازش ناکام بنادی گئی۔

• پولینڈ کی کمیونسٹ پارٹی کے صدر کانیا نے استعفیٰ دے دیا۔

• بھارتی حکومت نے خالصتان کے حامیوں کو پھر گرفتار کرنا شروع کردیا۔

• ایران کے جنوبی شہر میں نامعلوم افراد نے بس کو آگ لگادی۔

• ترکی میں ۹۸۳ کے موسم خزاں تک انتخاب ہوگا۔

• کرد باغیوں اور ایرانی فوج میں جھڑپیں ہو رہی ہیں۔

• افغان مجاہدین نے ایک لیفٹیننٹ کرنل اور ایک روسی مشیر کو گرفتار کرلیا۔

• گلف ٹائمز کے مطابق مراکش کے شاہ نے کہا ہے کہ بیگن سب سے چھوٹا شخص ہے میں نے اسے مراکش آنے کی دعوت نہیں دی تھی۔

• افغان مجاہدین نے خفیہ ریڈیو اسٹیشن قائم کرلیا۔

۲۰ اکتوبر

• پاکستان معاہدہ عدم جارحیت کی تحریری پیشکش کے لئے تیار ہے۔ صدر ضیاء کا پشاور میں ایک پریس کانفرنس سے خطاب۔

• ایران میں علی اکبر ولائتی کو نیا وزیراعظم نامزد کیا ہے۔

• ایران کے مذہبی لیڈر خمینی نے کہا ہے کہ ایمنسٹی انٹرنیشنل ایران کے خلاف سازشوں میں مصروف ہے۔

• ایران میں مزید ۱۲۵ افراد کو گولی مار دی گئی۔

• بھارتی شہر مظفر نگر میں کے یوتھ کانگریس کے سیکرٹری کو گولی مار دی گئی۔

• روس نے چین کو سرحدی تنازعہ طے کرنے کی پیشکش کر دی۔

• جنوبی ایران میں طوفان سے دو سو افراد ہلاک ہو گئے۔

• مصر میں ۱۳۴ - فوجی افسروں اور جوانوں کو برطرف کر دیا۔

• بھارت کے شہر آسام میں پولیس کی مظاہرین پر گولی چلانے سے ۲ افراد ہلاک ہو گئے۔

۲۱ اکتوبر

• ساہیوال کے نزدیک بسوں کے حادثہ میں آٹھ افراد ہلاک ہو گئے۔

• روسی جہاز شام پہنچ گئے۔

• چین نے روس کی بات چیت کی پیشکش مسترد کر دی۔

• ترکی ری پبلکن پارٹی کے صدر بلند ایجوت نے اعتراف جرم سے انکار کر دیا۔

• ببرک کارمل نے کہا ہے کہ اگر بیرونی مداخلت بند ہو جائے تو روسی فوجیں افغانستان سے واپس چلی جائیں گی۔

۲۲ اکتوبر

• امریکی سینیٹ نے پاکستان کی امداد پر پابندی ختم کر دی۔

• خالصتان تحریک کے لیڈروں نے کینیڈا کے متعدد شہروں میں اپنے قونصل خانے قائم کر دیئے۔

• لاہور کے شاہی قلعہ میں مغل دور کی ٹیکسال دریافت ہوئی ہے۔

• متعدد دہشت گردوں کو روسی ساخت کے اسلحہ سمیت گرفتار کر لیا گیا۔

• بھارتی سابق وزیر خارجہ اٹل بہاری باجپائی نے کہا ہے کہ بھارت عدم جارحیت کے بارے میں پاکستانی پیشکش کا سنجیدگی سے جائزہ لے۔

• ایران کے صوبوں کراج - بابل - لنگرود میں مجاہدین خلق کے دس ارکان کو پھانسی دے دی گئی۔

• مقبوضہ کشمیر جموں اور پونچھ میں پولیس اور طلبہ کے درمیان جھڑپوں میں ۵ طلباء اور ۲ پولیس والے زخمی ہوئے۔

• امریکہ نے ۲ لاکھ افراد پر مشتمل تیزی سے حرکت میں آنے والی فوج تیار کر لی۔

• مراکش نے کہا ہے کہ اس کے دو طیارے پولیساریو محاذ نے نہیں بلکہ لیبیا اور الجزائر نے گرائے ہیں۔

• سعودی عرب بحیرہ احمر کے قریب تیل محفوظ کرنے کے لئے ذخیرہ تعمیر کر رہا ہے۔

بقیہ: سیدنا فاروق اعظمؓ

پر کان لگا کر سنتے تھے کہ کوئی رو تو نہیں رہا؟ کوئی دکھ میں تو نہیں؟ اور وہ اپنے وقت کا سب سے بڑا حکمران ہوتے ہوئے بھی رات کی تاریکی میں اپنے کندھے پر آٹے کی بوری اٹھا کر بڑھیا کے بھوکے بچوں کے لئے ان کے گھر پہنچایا کرتے تھے۔

آج کا یکم محرم بھی ہمیں انہی حضرت عمرؓ کی یاد دلاتا ہے اور یہ احساس اس یاد کو شدت کو دو چند کر دیتا ہے کہ آج ملتِ اسلامیہ جس بھنور میں پھنس گئی ہے اس سے اسے جنرل عمرؓ جیسے جری، مدبر، غیور اور انسانیت نواز حکمران کی ضرورت ہے۔

بقیہ: ہفتہ رفتہ گذشتہ

رہا ہے۔ امریکہ کے خاموش نہ رہنے کا تذکرہ کہاں کی دانشمندی ہے۔ امریکہ ہمارا محافظ نہیں ہے البتہ اسلحہ کا دکاندار ضرور ہے۔ بائیس سال بعد ۱۹۵۹ء کے معاہدے کو دہرانا فضول ہے۔ یہ وہ معاہدہ ہے کہ جس پر بائیس برس میں آج تک عمل نہیں ہوا بلکہ اس معاہدے کی آڑ میں روسی پشتو نخواہ بھی میں جارحیت کا شکار ہوا ہے جہاں تک اپنے پیروں پر کھڑا ہونے والی بات ہے تو یہ ہمیں ۳۵ برس قبل سوچنا چاہیئے تھا۔ اب بھارت ہم سے اقتصادی دوڑ میں ۲۵ برس آگے ہے، سوویت روس سر پر ہے۔ ایران میں خانہ جنگی کی سی کیفیت ہے بھارت کے حکمران جنگی جنون پیدا کر رہے ہیں۔ اپنے عوام کو جنگ کے لئے تیار کر رہے ہیں۔ ہم اب خواب خرگوش سے بیدار ہوئے ہیں، تاہم یہ بھی غنیمت ہے اور اب ضرورت اس امر کی ہے کہ ملک کو دفاعی و صنعتی اعتبار سے صحیح معنوں میں خود کفیل بنایا جائے، بے جا اسراف سے گریز کیا جائے۔ سامان تعیش اور ایسی اشیاء کی جو پاکستان میں بھی تیار ہوتی ہیں درآمد بند کی جائے۔

برآمدی پالیسی بہتر بنائی جائے۔ برآمدی ڈیوٹی برآمدی سامان کا ہوائی و بحری کرایا واجبی سا لیا جائے۔ صنعتکاروں کو صنعتی تحفظ دیا جائے

سیاسی سرگرمیوں کی مکمل نہیں تو جزوی اجازت دی جائے اور سینسر کی مکمل طور پر پابندی ہٹا دی جائے کیونکہ اس سے زیر زمین وطن مخالف سرگرمیوں میں مصروف لوگوں کو تخریب کاری کا موقع ملتا ہے۔ جو مقاصد سینسر کے تحت وہ سینسر کے بغیر حاصل کئے جائیں۔ ان اقدامات سے ہی ملک تن تنہا کسی بھی جارحیت کا مقابلہ کر سکے گا

میاں محمد ذوالفقار علی

اسلامی ریاست

اور مہنگائی

پاکستان میں گندم کی قیمت مزید بڑھنے کے بعد ضروریات زندگی کی ہر چیز کی قیمت بڑھ گئی ہے۔ غریب عوام گرانی کی چکی میں پس رہے ہیں۔ ان کی مشکلات و مصائب میں دن بدن اضافہ ہو رہا ہے۔ اگر ہم احکام الہٰی اور فرمان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تابعداری کریں اور اس ملک میں جس کو اللہ کے نام پر حاصل کیا گیا تھا' اسلام کے اقتصادی نظام کو بروئے کار لایا جاوے یعنی ملک کے اقتصادی نظام کو اسلام کے بنیادی اصولوں پر تعمیر کیا جائے تو یہ خطہ جو ایک زراعتی اور صنعتی ملک ہے اس میں مہنگائی کا وجود پیدا نہیں ہو سکتا۔ یہ مہنگائی اس فاسد اقتصادی نظام کے باعث پیدا ہوئی ہے جو ہمیں سابقہ مغربی حکمرانوں سے ورثہ میں ملا ہے۔ اس فاسد اقتصادی نظام نے ہماری معیشت کو اسقدر خراب کر دیا ہے کہ تمدن۔ اخلاق اور تمام شعبہ ہائے زندگی فساد کا باعث بن گئے ہیں۔ اس فاسد اقتصادی نظام نے فاسد اصول تجارت اور تجارتی بدعنوانیوں کو فروغ دیا ہے۔ اسلام کا اقتصادی نظام ایک ایسا صالح نظام ہے جس نے خوشحالی اور عدم انصاف قائم کرنے کی ضمانت دی ہے اور فاسد اصول تجارت اور تجارتی و صنعتی بدعنوانیاں جو مہنگائی کا وجود قائم کرتی ہیں فنا کر دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اور اس کے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے معیشت کے اصولوں کی حدیں قائم کر دی ہیں۔ اسلام نے قرآن عظیم میں اسلام کے اقتصادی نظام کے جو اصول بنائے ہیں وہ رہتی دنیا تک قابل عمل ہیں۔ اسلام کے اقتصادی نظام کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفائے راشدین نے عملی طور پر قائم کر کے دکھایا مگر افسوس کہ جس خطہ سرزمین کو اللہ کے نام پر حاصل کیا گیا اور جس کو اسلامی ریاست قرار دے دیا گیا ہے اس میں مہنگائی کو فنا کرنے کے لئے اسلام کے اقتصادی نظام کی حدیں کیوں نہیں قائم ہوتیں۔ اسلام کا معاشی نظام ہر قسم کی دینی۔ دنیوی فلاح و بہبود اور رشد و ہدایت کا علمبردار ہے پاک ہند کے خدا ترس اور خدا پرست مسلمان حکمرانوں نے غلہ کی قیمت نہ خود بڑھائی اور نہ ہی بڑھنے کا موقعہ پیدا ہونے دیا۔ اللہ تعالیٰ ہر فرد کی معاشی زندگی کا کفیل ہے اور اس کا وعدہ ہے کہ زمین پر چلنے والے ہر جاندار کی معیشت اس کے ذمہ ہے۔ اسلام رزق کے اندر تفاوت اور درجات کا حامی ہے لیکن امارت اور عزت کے باوجود اسلامی ریاست جس میں نظام عدل قائم ہو چکا ہو ایک شخص بھی محروم المعیشت نہ رہنے پائے کیونکہ حق معیشت میں کسی سرمایہ دار۔ حکمران جماعت یا سربراہ مملکت کو دخل انداز ہونے کا حق نہیں۔ اسلام کے اقتصادی نظام کے نفاذ کا فریضہ سربراہ مملکت اور حکمران جماعت پر عائد ہوتا ہے۔ دنیا کے کسی اسلامی ملک میں جو امیر مملکت یا اس کی حکمران جماعت اسلام کے اقتصادی نظام کو بروئے کار نہیں لاتی وہ فاسد نظام کی حامل اور نظام عدل سے منحرف ہے۔ اسلامی ریاست میں سلامی سرکاری خزانہ یعنی بیت المال قائم کیا جائے ملک کی آمدنی اور اخراجات کے اصولوں کو اسلامی بنیادوں پر تعمیر کیا جاوے اور اس بیت المال میں صرف وہ ہی آمدنیاں جمع ہوں جنکی وصولی کی حدیں اسلام نے قائم کر دی ہیں۔ مرکزی بیت المال کی صوبہ وار ضلع وار اور تحصیل وار شاخیں قائم کی جاویں۔ ٹیکسوں کا وہ نظام جو موجودہ زمانے کے طریقہ حکومت رائج ہے اور رائج چلا آتا ہے وہ اسلامی ریاست میں شرعی طور پر ناجائز ہے اور عدل اور انصاف کے خلاف ہے۔ ان ٹیکسوں کے باعث جو روپیہ وصول ہوتا ہے وہ غیر اسلامی نظام کے اخراجات صرف کرنے میں پورا ہوتا ہے۔ کچھ حصہ سود کی نذر ہو جاتا ہے۔ سرکاری آمدنی کا کچھ حصہ بدعنوان سرکاری ملازمین خرد برد کر جاتے ہیں۔ فاسد معاشی نظام میں سودی کاروبار کرنے کی عام اجازت ہوتی ہے بلکہ حکومت کے کاروبار اور سرکاری بنکوں کے کاروبار سود پر ہی سرانجام پاتے ہیں۔ ان غیر شرعی ٹیکسوں کا نظام مہنگائی پیدا کرتا ہے۔ مہنگائی کا قلع قمع کرنے کے لئے زمینداروں اور کاشتکاروں کو تمام غیر شرعی ٹیکس واجبات سے آزاد کر دیا جائے۔ کاشتکاروں کو ایسی تمام سہولتیں فراہم

کرنی چاہئیں کہ فصل پیدا کرنے کے اخراجات کم از کم ہو جائیں۔ فصل پیدا کرنے کے آلات یعنی ٹریکٹر وغیرہ حکومت کاشتکاروں کو مفت مہیا کرے اور کھاد معمولی قیمت پر دستیاب ہو۔ لگان میں تخفیف کی جائے۔ اسلام کے معاشی نظام نے اس کو ظلم قرار دیا ہے کہ مالک زمین کاشتکار سے ایک بھاری رقم بطور ٹھیکہ کے وصول کرے۔ فصل کی پیداوار میں سے عشر کی وصولی کے بعد زمیندار جائز مناسب حصہ وصول کرے۔ محکمہ زراعت کے عملے کے افراد اس طرف خاص توجہ دیں اور خاص نگرانی کریں کہ گندم، چاول، کپاس، گنا اور دیگر اناج زیادہ سے زیادہ مقدار میں پیدا کی جائیں۔ اراضی جو سیم اور تھور کی نذر ہو گئی ہے اسے زیر کاشت لایا جاوے۔ ایک انچ زمین بھی ایسی نہ رہے جو زیر کاشت نہ لائی جا سکے۔ محکمہ زراعت میں ایک شعبہ ایسا قائم کیا جائے جو کھیتوں میں جو حشرات الارض اور فصل کو نقصان پہنچانے والے کیڑوں کو تباہ کرے۔ زراعت کو ترقی دینے کے لئے کاشتکاروں کو خصوصی حقوق و مراعات دی جاویں۔ معمولی اجرت پر کاشتکاروں کو ٹیوب ویل لگا کر دیئے جائیں۔ آبپاشی کے وسائل کو سہل اور وسیع تر بنایا جائے۔ کاشتکاروں اور زمینداروں کو کھلی منڈیوں میں اناج لا کر فروخت کرنے کی اجازت دی جائے۔ جب گندم کھلی منڈیوں میں آنی شروع ہو جائے گی تو اس کے ساتھ ساتھ باقی ضروریات زندگی کی اشیاء کی قیمتیں بھی گر کر نچلی سطح پر آ جائیں گی۔ [illegible]ں میں کسٹم کا ایسا عملہ تعینات کیا جائے جو نیک طینت ہو، اسلامی ذہن رکھتا ہو، کسی دینی مدرسہ کا فارغ التحصیل ہوتا کہ غفلت کی [illegible] ہو۔ زمین کی پیداوار سے صرف عشر وصول کیا جائے۔ اگر گندم کی پیداوار پر فصل کا دسواں اور بیسواں حصہ بطور عشر وصول کیا جائے تو اس سال سرکاری اعداد و شمار کے مطابق گندم کی فصل ایک کروڑ ٹن سے زیادہ ہوئی ہے اگر زمیندار اور کاشتکار دس روپے فی من کے حساب سے گندم منڈیوں میں لا کر فروخت کریں تو صرف گندم کی فصل پر عشر کی وصولی کی رقم بیس کروڑ کے قریب بیت المال میں جاتی۔ دوسری فصل کی پیداوار سے عشر کی وصولی علیحدہ ہے۔ اسی طرح گندم چھیاسٹھ روپے سے اسی روپے فی من کی بجائے نو۔ دس روپے فی من فروخت ہو سکتی ہے۔ عوام بھی خوش اور زمیندار اور کاشتکار بھی خوش۔ ہم گندم میں خود کفیل معلوم ہوتے ہیں۔ اگر کسی وجہ سے گندم کی پیداوار میں قلت پیدا ہو جائے تو اسلامی حکومت بیت المال کی آمدنی کے کچھ حصہ سے معلوم مقدار درآمد کر کے کمی کو پورا کرے اور حاجت مندوں کو کم از کم قیمت پر مہیا کرے۔ ملکی گندم کی قیمت کو ہر حالت میں بڑھنے نہ دیا جائے۔ بیت المال کی آمدنی کا دوسرا ذریعہ جزیہ کی وصولی ہے جو غیر مسلم افراد سے ان کی جان و مال، عزت و آبرو کی حفاظت کی خاطر وصول کیا جاتا ہے۔

بیت المال کی سب سے بڑی آمدنی کا ذریعہ زکوٰۃ کی وصولی ہے اللہ تعالیٰ کی جانب سے مسلمانوں پر یہ بہت اہم فریضہ ہے۔ اس سال اگرچہ زکوٰۃ پورے طور پر وصول نہیں ہوئی تو سرکاری اطلاع کے مطابق ایک ارب کی رقم زکوٰۃ کی آمدنی سے بیت المال کو وصول ہوئی ہے۔

بیت المال کی آمدنی میں ایک وصولی صدقات کے ذریعہ سے ہے۔ سخاوت کی ہوئی رقم کا نام صدقہ ہے جو زکوٰۃ کے علاوہ ادا کی جاتی ہے انفرادی ہو یا اجتماعی۔

بیت المال کی آمدنی کا ایک ذریعہ شرعی ٹیکس ضرائب کی وصولی ہے۔ زمانہ جنگ، قحط سالی، رفاہ عام اور عوام کی بے روزگاری کو دور کرنے کے لئے یہ ٹیکس اغنیاء اور اہل ثروت پر اسلام کی طرف سے عائد کیا جاتا ہے۔ اس وصولی کی رقم مختلف مصرفوں، جنگ کے لئے اسلحہ کی خریداری اور دیگر تمام دفاعی اخراجات پر خرچ کی جاتی ہے۔ نہروں کی کھدائی، ڈیموں کی تعمیر، سڑکوں اور سراؤں کی تعمیر اور دیگر رفاہ عامہ کے کاموں پر خرچ ہوتا ہے۔ وہ مسافر جو ہوٹلوں کے کرایہ کے اخراجات برداشت نہیں کر سکتے" ان سراؤں میں رہائش رکھیں۔ ہر بڑے شہر میں ترقیاتی اداروں کے جو منصوبے تیار کئے جاتے ہیں ان کا فائدہ سرمایہ داروں کو ہوتا ہے وہ نیلام عام میں پلاٹ خرید کر ان پر مکانات یا فلیٹ تعمیر کر کے ایک ایک دو دو کمروں کا کرایہ دو سو سے تین سو روپے ماہوار وصول کرتے ہیں۔ غریب کے لئے ایک مہنگائی اور دوسرے گراں شرح کرایہ کی ادائیگی۔ اس کرایہ کی سالانہ رقم سے بیس فیصد حکومت کے خزانے میں جاتا ہے۔ اور اسی فیصد مالک جائیداد کو ملتا ہے۔ سرمایہ دار تو عالی شان بنگلوں محلات میں رہیں اور غریب کو ایک تاریک کوٹھڑی بھی میسر نہ ہو ایسی کیفیت اسلامی ریاست میں نہیں ہونی چاہیئے۔ ایسے فاسد اقتصادی نظام کو جڑ سے ختم کیا جانا ضروری ہے۔ ہر شہر میں ترقیاتی ادارہ تمام پلاٹ غرباء اور حاجت مندوں کو معمولی قیمت پر مہیا کرے اور ہر پلاٹ کے مالک کو پابند کیا جائے کہ پلاٹ کا کچھ حصہ تعمیر کریں اور باقی حصے کو کھلا چھوڑ کر اس میں سبزی کاشت کریں۔ بازار سے سبزی خریدنے سے بچ جائیں۔

بیت المال کی آمدنی کا ایک ذریعہ وقف ہے جو اشیاء منقولہ یا غیر منقولہ ذاتی ملکیت سے نکال کر فی سبیل اللہ دے دی جائیں وہ وقف کہلاتی ہیں۔ پاکستان میں تمام مزاروں کی آمدنی اور نذرانے بیت المال میں جمع ہوں۔ مساجد کی دکانوں کے کرایوں کی آمدنی بیت المال میں جمع ہو۔ ان تمام اراضیات اور جائیداد کی آمدنی جو مزاروں کے نام وقف ہیں بیت المال کی آمدنی میں شامل ہو

گی۔ مزاروں پر جو کھانا چڑھاوے کے طور پر وصول ہوتا ہے اگر وہ کھانا علاقے کے غرباء مساکین بے روزگار مزدوروں اور سفید پوش تنگدستوں میں تقسیم کیا جائے تو مہنگائی اس طبقے میں داخل نہیں ہو سکتی۔

عشور: یہ شرعی ٹیکس ان تاجروں سے وصول کیا جاتا ہے جو مال تجارت درآمد یا برآمد کریں۔ اس مال تجارت سے مسلمانوں سے مال تجارت کا چالیسواں حصہ اور غیر مسلموں سے مال تجارت کا دسواں حصہ وصول کیا جاتا ہے۔ یہ ٹیکس تاجروں سے صرف سال میں ایک مرتبہ وصول کیا جاتا ہے اگرچہ اندرون سال وہ کتنی ہی مرتبہ درآمد اور برآمد کا سلسلہ کیوں نہ جاری رکھیں۔ نفیس سوتی کپڑے اور چمڑے کی مصنوعات۔ کھیلوں اور سرجری کا سامان چاول وغیرہ کی برآمد پر جو اسلامی محصول عائد ہوگا اس کے باعث کروڑوں روپے کی رقم بیت المال کو وصول ہوگی۔ اگر مذکورہ بالا شرعی ٹیکس رائج کئے جائیں تو قومی خزانے میں اربوں روپے کی رقم جمع ہو جاوے گی اور مہنگائی کا نام و نشان مٹ جاوے گا۔ اس مہنگائی کو مزید فنا کرنے کے لئے وسائل معیشت کی توسیع ہے۔ معاش کے بنیادی وسائل زراعت۔ تجارت اور صنعت و حرفت ہیں۔ ہمارا ملک پاکستان ایک صنعتی اور زراعتی ملک ہے۔ یہاں چاول اور کپاس ضرورت سے زیادہ پیدا ہوتا ہے۔ خام مال روئی کو برآمد کرنے کی بجائے یہاں ملک میں سرمایہ دار امداد باہمی کے طریقوں پر نفیس کپڑے کے کارخانے قائم کریں جو موجودہ تعداد سے کئی گنا زیادہ ہوں۔ کپڑے کی بہتات ہو جاوے گی۔ ہر قسم کا نفیس کپڑا ضرورت سے زیادہ دستیاب ہوگا اور نفیس کپڑے کی قیمت گر جائے گی۔ فالتو نفیس کپڑا غیر ممالک کو برآمد کیا جاوے۔ اسی طرح پاکستان کے ہر ضلع میں کم از کم تین تین سو گائے بھینسوں کی پرورش و افزائش نسل کے فارم قائم کئے جاویں۔ دودھ اور خالص گھی کی بہتات ہو جاوے گی۔ اس طرح پنجاب کے ہر ضلع میں تقریباً تین تین سو فارم بھیڑ بکریوں کے امداد باہمی کے طریقوں پر قائم کئے جاویں۔ اس طرح اتنی تعداد یا اس سے زیادہ تعداد میں مرغی کے فارم قائم کئے جاویں اور اس کے علاوہ پنجاب کے ہر ضلع میں زیادہ سے زیادہ تعداد میں مچھلی کی پرورش کے تالاب قائم کئے جاویں۔ دریاؤں اور سمندر کی مچھلی سے محصول معاف کیا جاوے۔ اسی طرح پاکستان کے دوسرے صوبوں سندھ۔ سرحد۔ بلوچستان میں ضرورت کے مطابق امداد باہمی کے طریقوں پر ایسے ہی فارم قائم کئے جاویں۔ دودھ۔ گھی اور گوشت کی قیمتیں گر کر نچلی سطح پر آ جاویں گی۔ چمڑے اور اون کی بہتات ہو جاویگی۔ ملک میں اون سے کمبل اور گرم کپڑا تیار ہوگا۔ پاکستان میں ہزاروں افراد کے پاس جو دولت کے خزانے جمع ہیں ان کا پھیلاؤ ہو جاویگا۔ گھر گھر گھریلو دستکاریاں قائم کی جاویں۔ چمڑا رنگنے کے لئے عام طور پر کیکر کی چھال کام آتی ہے۔ خدا کے فضل سے ہمارے ملک میں کیکر بکثرت پایا جاتا ہے۔ اہل ثروت امداد باہمی کے طریقوں پر چمڑا رنگنے کے کارخانے زیادہ سے زیادہ مقدار میں قائم کریں۔ چمڑے کے جوتے اور دیگر مصنوعات تیار ہوں گی۔ جوتوں اور دیگر چمڑے کی مصنوعات کی قیمت گر جائے گی، مگر ان سے وسائل معیشت کو فاسد اور خراب نہ ہونے دیا جاوے۔ جو لوگ بنگلوں میں رہائش پذیر ہیں اور وہ افراد جن کے مکان کے آگے صحن ہیں، محکمہ زراعت ان کو سبزی کاشت کرنے پر پابند کرے۔ سبزی کی رسد زیادہ ہو جاوے گی اور طلب کم۔ قیمت خود بخود گر جائے گی اور مہنگائی ختم ہو جاوے گی۔ ہر شہر میں آئندہ جو مکانات تعمیر ہوں ان کے آگے صحن چھوڑنا لازمی قرار پائے تاکہ اس میں سبزی کاشت کی جائے۔ ملک میں مشینیں بنانے کے کارخانے اور اسلحہ سازی کے کارخانے زیادہ سے زیادہ تعداد میں قائم کئے جاویں۔ ہمارے ملک میں سوئی گیس کی بہتات ہے اور تیل بھی دستیاب ہو رہا ہے۔ لوہے اور تانبے جیسی دھاتوں کے دستیاب ہونے کی امید ہے۔ اس کی طرف پوری پوری توجہ دی جاوے تاکہ ملک لوہے اور تانبے میں خود کفیل ہو جائے۔ ہمارے ملک میں جو فالتو اور ناجائز محکمے کام کر رہے ہیں ان کو ختم کیا جاوے۔ ان محکموں سے جو افراد فارغ ہوں ان کو اور دیگر بے روزگار افراد کو وسائل معیشت کی توسیع کے اداروں میں کھپت کیا جاوے۔ مختلف منصوبوں کی تعمیر و تکمیل اور حکومت کے اخراجات مثلاً ملازموں کی تنخواہوں میں اضافہ کو پورا کرنے کے لئے حکومت کو سٹیٹ بینک سے قرضہ لینا پڑتا ہے جس کی وجہ سے افراطِ زر پیدا ہو جاتا ہے اور زندگی کی ہر چیز کی قیمت بڑھ جاتی ہے۔ یہ افراط زر اقتصادی فلاح و بہبود کو تباہ کر دیتا ہے۔ یہ بھی فوراً ختم کیا جانا ضروری ہے ورنہ ملک ایک نئی صورتحال سے دوچار ہو سکتا ہے جس کا کوئی بھی معاشی حل ممکن نہیں ہوگا۔

پڑوسی کا اکرام

جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص اللہ تعالیٰ پر اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہے وہ اللہ سے ڈرے اور اپنے پڑوسی کی عزت کرے اور جو شخص اللہ تعالےٰ پر اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہے وہ اللہ سے ڈرے اور اپنے مہمان کی عزت کرے اور جو آدمی اللہ تعالیٰ پر اور آخرت پر ایمان رکھتا ہے وہ اچھی بات کرے یا چپ رہے۔ (مسند)

شیخ الحدیث مولانا محمد سرفراز خان صفدر

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے قبل اقوام عالم کی حالت

ایران کے مجوسی

ایران کی سلطنت اپنے دور میں ایک منظم حکومت اور سلطنت تھی اور زمین کے بیشتر حصہ پر ان کا قبضہ اور تسلط تھا۔ کجکلاہِ ایران کا شہرہ آفاق میں پھیلا ہوا تھا۔ لیکن باایں ہمہ اقتدار و شہرت، اخلاقی و روحانی حالت ناگفتہ بہ تھی۔ ان میں ایک گروہ نے بزعم خویش نیک نیتی اور اخلاص سے بدی کو ختم کرنے کا منصوبہ اور طریقہ یہ اختراع کیا کہ عزلت، گوشہ نشینی اور ترکِ ازدواج کا راستہ اختیار کیا جائے تاکہ خودبخود نسلِ انسانی ختم ہو جائے اور بدی کا اس طرح خاتمہ ہو کہ نہ رہے بانس نہ بجے بانسری (تاریخ غرر، اخبار الفرس ص۵۰۲ از ثعالبیؒ طبع پیرس) گویا احساس کمتری نے ان کو بجائے اصلاح حال کے باغِ دنیا کے اجاڑنے پر آمادہ کیا، مگر جب تک باغبان ازلی کو یہ گلستان باقی رکھنا منظور ہے کون اس کو اجاڑ سکتا ہے کیونکہ ہوتا وہی ہے جو منظور خدا ہو۔

اور مملکت ایران ہی میں ایک اور طائفہ جس کا پیشوا مزدک تھا قوم کی برتری اور بہبودی کا یہ جذبہ اور ولولہ لے کر اٹھا کہ بدی کے اسباب بالعموم تین ہیں۔ زن، زر، زمین۔ اس لئے یہ نظریہ قوم کے سامنے پیش کرنا چاہیئے کہ عورت و دولت کسی کی خاص نہیں اور یہ حدبندی کہ بعض عورتوں سے نکاح درست اور بعض سے حرام ہے قابلِ عمل نہیں۔ جس مرد کا جس عورت سے جی چاہے نکاح کر سکتا ہے اور نتیجہ ظاہر ہے کہ اس دل پسند نظریہ کو مردوں اور عورتوں نے ہاتھوں ہاتھ لیا۔ (غرر ص۵۹۸)

پھر کیا تھا باپ کا بیٹی کو اور بھائی کا بہن کو زوجیت میں لے لینا اور دل کی امنگیں نکالنا اور دن رات رنگ رلیاں منانا اور عیش کوشی کرنا کوئی بڑی بات نہ تھی۔ (غرر ص۲۷)

اور عوام تو کیا خواص اور بادشاہوں تک اس حیا سوز حرکت میں آلودہ تھے جن کے لئے حسین ترین عورتوں اور شاہزادیوں کی کوئی کمی نہ تھی۔ چنانچہ شاہِ ایران یزدگرد ثانی نے سنہ۵ء میں اپنی لختِ جگر اور نورِ نظر بیٹی سے عقد نکاح کیا اور بعض خانگی مصالح کے پیشِ نظر اسے قتل کر دیا۔ (مؤرخوں کی تاریخ عالم ج ۸، ص۸۴)

اور اس بے حیائی کے باطل نظریہ نے بعض اہل عرب کو بھی متاثر کیا۔ چنانچہ لقیط بن زرارہ نے جو ایک خالص عربی تھا اپنی بیٹی دختنوس سے نکاح کیا تھا۔ محاضرات ج ۱ ص۲۱)

اس سے بڑھ کر وقاحت اور بے غیرتی اور کیا ہو سکتی ہے کہ نہ ماں کا لحاظ ہو اور نہ بیٹی کا، نہ دادی اور نانی کا پاس ہو اور نہ پوتی اور نواسی کا، نہ بہن اور بھتیجی کا خیال ہو اور نہ پھوپھی اور بھانجی کا اور صدیوں اس حیا سوز نظریہ پر عمل ہوتا رہا جو انسانیت کی روشن پیشانی پر کلنک کا بدنما داغ ہے اور شاید ایسے ہی لوگوں کے بارے میں کہا گیا ہے کہ ؎

منظور ہے کہ قسم تنوں کا وصال ہو
مذہب وہ چاہیئے کہ زنا بھی حلال ہو

یہود

یہ ارباب علم اور اصحاب کتاب کا مقدس آب طبقہ تھا جو نہ صرف حضرت عزیر علیہ السلام احبار اور رہبان کو حملہ خدائی اختیارات سونپ کر ارباب بنائے ہوئے تھا بلکہ خود بھی اس کا مدعی تھا نَحْنُ اَبْنَاءُ اللّٰہِ وَاَحِبَّاؤُہٗ کہ ہم بھی خدا تعالیٰ کے بیٹے

اور اس کے پیارے اور لاڈلے ہیں (معاذ اللہ) حالانکہ پروردگارِ عالم نے ہزاروں انبیاء اور رُسل علیہم الصلوٰۃ والسلام ان میں مبعوث فرمائے۔ انہیں اپنی کتابوں اور صحیفوں سے نوازا۔ ظاہری اور باطنی حکومتیں مرحمت فرمائیں۔ جسمانی اور روحانی نعمتوں سے مالا مال کیا۔ سینکڑوں حسی معجزات سے ان کی آنکھیں منور کیں۔ قوی سے قوی دشمن پر بھی ان کی فتح و نصرت عطا کی اور اپنے دور میں بیشتر اقوام پر ان کو فضیلت عنایت فرمائی، لیکن جب ان کی بدقسمتی اور بداعمالی کی وجہ سے نحوست کا دور شروع ہوا تو انہوں نے بدی کے کسی پہلو میں کوئی کسر نہ چھوڑی۔ شرک و بدعت کو دینِ حق ثابت کیا اور خدا تعالیٰ کے معصوم نبیوں کے ناحق خون سے اپنے ظالم ہاتھ رنگین کئے۔ کتب الٰہی میں تحریف لفظی و معنوی کا سنگین جرم کیا، اور حضرت نوح علیہ السلام پر مے نوشی اور برہنگی کا الزام عائد کیا۔ (تورات پیدائش باب ۹، آیت ۲۱) اور بلا استعارہ حضرت یعقوب علیہ السلام سے رات بھر خدا تعالیٰ کی کشتی لڑوائی۔ (پیدائش باب ۱۹، آیت ۳۰ تا ۳۸)

حضرت داؤد علیہ السلام پر اپنی پڑوسن کو زنا سے حاملہ کرنے کا اخلاق کش فعل عائد کیا اور پھر اس کے خاوند کو ان کے معصوم ہاتھوں سے قتل کروا ڈالا۔ (۲ سموئیل۔ باب ۱۱، آیت ۲ تا ۷) اور حضرت سلیمان ؑ کی طرف غیر معبودوں کی طرف مائل ہونے اور عورتوں کے عشق میں آلودہ ہونے اور بدی کی قبیح اور مذموم حرکت منسوب کی۔ (۱۔ سلاطین ۱۱، آیت ۱ تا ۱۱)

الغرض خدا تعالیٰ کے معصوم نبیوں پر وہ الزامات تراشے کہ الحفیظ والامان۔ یہود نے حدودِ الٰہی میں تفریق کی کہ غریبوں پر قانون لاگو کیا اور امیروں کو چھٹی دے دی۔ (بخاری ج ۲ ص ۱۰۰۳) رجم کے مسئلہ کا اخفاء کیا۔ (بخاری ج ۱ ص ۵۱۳)۔ سود خوری کاروبار ان کا عزیز پیشہ تھا اور رہن ان کا مرغوب مشغلہ تھا، حتیٰ کہ مفلسوں اور ناداروں کی عورتوں اور بچوں تک کو رہن رکھنے سے نہ چوکتے تھے۔ (بخاری ج ۲ ص ۵۷۶) معصوم بچوں کو دو چار روپے کے معمولی زیور کے لئے جان سے مار ڈالتے تھے۔ (بخاری ج ۲ ص ۱۰۱۶) بازاروں میں عورتوں کی عصمت دری کرتے تھے۔ (سیرت النبی ج ۴ ص ۳۷۱ از سید سلیمان ندویؒ) اور ان کے مذہبی اور روحانی پیشوا ایک دینار اور اشرفی کے لئے غریبوں کے ساتھ مکر و خداع اور ہیرا پھیری سے باز نہ آتے تھے۔ چنانچہ ایسے ہی ایک واقعہ قرآن پاک میں یوں آتا ہے:

وَمِنْهُمْ مَنْ إِنْ تَأْمَنْهُ بِدِينَارٍ لَا يُؤَدِّهِ إِلَيْكَ إِلَّا مَا دُمْتَ عَلَيْهِ قَائِمًا

(پ ۳ - آل عمران - ۸)

اور بعض ان میں وہ ہیں کہ اگر تو ان کے پاس ایک اشرفی امانت رکھے تو نہ ادا کریں تجھے مگر جب تک تو رہے اس کے سر پر کھڑا۔

اور راشی تو اسقدر تھے کہ شاید ہی ان کا کوئی نظیر ہو۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عبداللہ بن رواحہؓ کو فتح خیبر کے بعد وہاں کی پیداوار کا محصل بنا کر بھیجا تو یہود خیبر نے بطور رشوت ان کے سامنے عورتوں کے زیورات پیش کئے تاکہ وہ معمولی حصے کر ان کو چھوڑ دیں، مگر حضرت ابن رواحہؓ نے فرمایا۔ خدا کی قسم! اے گروہ یہود! تم میرے نزدیک خدا کی ساری مخلوق سے مبغوض ترین ہو، لیکن معہذا میں تم پر ظلم کرنے کے لئے آمادہ نہیں۔ باقی جو رشوت تم نے پیش کی ہے تو اس کو واپس لے جاؤ ہم حرام اور سحت کھانے کے لئے تیار نہیں ہیں۔ یہود نے یہ سنا تو بے ساختہ بول اٹھے کہ:

فقالوا بهذا قامت السمٰوٰت والارض۔ (موطا امام مالک ص ۲۹۳)

اسی عدل و انصاف کی بدولت آسمانوں اور زمینوں کا نظام قائم ہے۔

الحاصل کہاں تک ان کی بداعمالیوں اور بدکرداریوں کا ذکر کیا جائے۔ کوئی قباحت اور برائی ایسی نہ تھی جس کو انہوں نے اپنے گلے کا ہار نہ بنالیا ہو اور کوئی نیکی اور شرافت ایسی نہ تھی جس کو انہوں نے دریدہ خیرباد نہ کہا ہو۔ ہاں البتہ ظاہرداری کے لئے کچھ برائے نام اخلاق اور مفاد مطلب اعمال پر وہ کاربند تھے تاکہ قوم کی طرف سے وظائف اور جاگیریں تحائف اور نذرانے بند نہ کر دیے جائیں اور ان کے ظالم اور دوزخ نما پیٹ پر زد نہ پڑے۔ اور ان کے مذہبی اور سیاسی مقتدا اس کی سعی اور کوشش کرتے تھے کہ ان کی گھناونی اور قابل صد نفریں زندگی کا راز کسی پر افشا نہ ہو مگر اس سے کیا حاصل؟ وَاللّٰهُ مُخْرِجٌ مَا كُنْتُمْ تَكْتُمُوْنَ ۔

اثر جوشِ نمو کا جب ہوا کرتا ہے بے پردہ
ہوائیں خود بدل دیتی ہیں تقدیر گلستاں کو

عیسائی

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دین پر چلنے والے نصرانی اور عیسائی جنہوں نے زمین و آسمان کی بہت سی برکات سے تمتع کیا تھا اور انجیل جیسی پند و موعظت سے پُر کتاب کے حافظ اور مبلغ قرار پائے تھے، کچھ عرصے تو اپنے آسمانی دین پر کاربند رہے مگر خواہش نفسانی اور ابتداع کا اثر ان پر بھی غالب ہو گیا اور بالآخر وہ دو حصوں میں بٹ گئے۔ ایک تو وہ طائفہ تھا جو مذہب کے نام پر جہلا اور امراء سے خوب لوٹ کھسوٹ کرتا اور ہر جائز و ناجائز طریقہ سے دولت و ثروت کما کر لہو و لعب اور عیاشی اور تن آسانی پر اڑاتا اور جن غذائیں راہبوں اور پادریوں کے دستر خوانوں پر ہوتی تھیں، اتنی بادشاہوں اور رئیسوں کو بھی نصیب نہ ہوتی تھیں اور جن کی زندگی کا مقصد ہی زیستن برائے خوردن معلوم ہوتا تھا۔

(ملاحظہ ہو سیل صاحب کا انگریزی ترجمۂ قرآن کا مقدمہ صـ۲۶).

ایک مرتبہ ایک اعلیٰ مذہبی عہدہ کے لئے پادریوں کا ایسا مہلک اور اخلاق سوز اختلاف و مناقشہ شروع ہوا کہ صرف ایک ہی دن میں ۱۳۷ آدمی کام آئے (بحوالہ مذکور) اس سے ان کی حُبِّ جاہ اور ہوسِ اقتدار کا بخوبی اندازہ ہو سکتا ہے اور ان کی جنسی ناہمواری کا حال ملاحظہ ہو کہ ایک دفعہ ہیپشیا نامی ایک نوجوان اور خوبصورت عورت درسگاہ سے واپس آ رہی تھی کہ پادریوں نے اسے پکڑا اور برہنہ کیا اور سڑک پر گھسیٹا اور پھر بدنامی کے ڈر سے کلیسا میں لے جا کر پیٹر کی بابرکت گرز سے اس بے چاری کا خاتمہ کیا اور ہڈیوں سے اس کا گوشت جدا کر کے اس کی نعش کے ٹکڑے ٹکڑے کر کے نذرِ آتش کر دیا۔ (گبن ج ۳ صـ۳۲۷) اگر وقت کی وہ حسینۂ عالم ان میں سے ایک ایک کے دل کو یہ کہتے ہوئے بہلا لیتی کہ دل نے تجھے مان لیا تو شاید اس مظلومہ کا یہ حشر نہ ہوتا اور ان مذہبی درندوں کے ہاتھوں اس کی یہ تحقیر و تذلیل اور اہانت نہ ہوتی مگر اس خاتون نے جانِ عزیز کو اپنی عصمت و ناموس پر قربان کر کے باحیا عورتوں کے لئے ایک اچھی مثال قائم کر دی کہ ؎

مری بربادیوں پہ ہنسنے والے
اب اس کے بعد ترا امتحاں ہے

عیسائیوں کا دوسرا طبقہ وہ تھا جس نے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی بھاری ذمہ داری اور لوگوں کی اصلاح اور ہدایت کے بوجھل کام سے گلو خلاصی کی یہ بن بھاتی راہ نکالی کہ اپنے اہل و عیال اور اعزہ و اقارب سے یکسر علیحدگی اختیار کر کے جنگلوں میں راہبانہ اور متقشفانہ زندگی بسر کرنے پر اکتفا کر لی اور وہ درختوں کے پتے اور جڑی بوٹیاں کھا کھا کر اپنا وقت پاس کرتا رہا اور بعض نے بھیڑ اور بکری کے دودھ پر گزر اوقات کی اور بخیالِ خویش اس طرح وہ اللہ تعالےٰ کا تقرب اور رضا حاصل کرتا رہا۔ لیکن وہ اپنی ان گمنام خانقاہوں اور زاویہ خمول میں پڑے ہوئے سجادوں پر راہبانہ ضربوں اور سُریلے نغموں کی دُھن سے بھی اپنے مقصد میں کامیاب نہ ہو سکا کیونکہ دُنیا کی حالت بجائے سنورنے کے اور بگڑ گئی یہاں تک کہ خود ان کے اہل و عیال بھی بدی اور بدعقیدتی کے بھنور میں الجھ کر رہ گئے اور ان کے خویش و اقارب اور اہلِ زمانہ بُرائی کے دلدل میں پھنس گئے اور ضلالت و گمراہی کے ایسے عمیق گڑھے میں جا پہنچے جہاں سے ان کا نکلنا امرِ محال ہو کر رہ گیا اور یہ راہب و صوفی اپنے گرجوں اور خانقاہوں میں رہبانیت کا لبادہ اوڑھے رہے اور مخترع چلّہ کشیوں میں عمریں صرف کر دیں اور اس کا فکر اور خیال ان کو مطلقاً نہ رہا کہ قوم اور اہل و عیال پر کیا بیت رہی ہے اور ان پر بداعمالی اور بداخلاقی کے سیاہ اور گھنگھور بادل کس طرح چھائے ہوئے ہیں اور ظلم و عدوان کی بجلیوں نے کس طرح ان کے خرمنِ انسانیت کو جلا کر خاکِ سیاہ کر دیا ہے اور خواہشاتِ نفسانی کا ان پر کس طرح استیلاء ہے۔ ان راہبوں نے ان تمام حقائق سے اغماض کر کے صرف اپنی خانقاہوں اور حجروں کو محفوظ رکھا ہے

یہ شاخِ گل پہ زمزموں کی دُھن تراشتے رہے
نشیمنوں پہ بجلیوں کا کارواں گزر گیا

اہلِ ہند

کہا جاتا ہے کہ ہندوستان کی وہ بابرکت زمین ہے جس میں حضرت آدم علیہ السلام کا آسمان سے نزول ہوا تھا۔ گویا اس لحاظ سے ہندوستان کی زمین وہ اشرف قطعہ ہے جس کو سب سے پہلے نبیؑ کے مبارک قدموں نے روندا جس پر ہزارہا سال گزر چکے تا آنکہ نبی آخر الزمان کی بعثت کا دور نزدیک ہوا۔ اسوقت سرزمین ہند میں بدکرداری اور اخلاقی پستی اور دناءت کا یہ عالم تھا کہ ہندوؤں کے محافظ اور مصلحین قوم بداخلاقی کا سرچشمہ تھے۔ جو ہزار ہا بلکہ لاکھوں ناآزمودہ کار لوگوں کو مذہب کے نام اور شعبدہ بازی کے کرشموں سے خوب لوٹتے اور مزے سے عیش اڑاتے تھے (آر۔ سی۔ دت۔ ج ۳ صـ۲۸۳) راجوں اور مہاراجوں کے محلات میں بادہ نوشی کثرت سے رائج تھی اور رانیاں حالتِ خمار میں جامۂ عصمت و ناموس اتار ڈالتی تھیں۔ (ایضاً صـ۲۶۹) سڑکوں اور شاہراؤں پر آوارہ گرد اور جرائم پیشہ افراد کا ہر وقت مجمع لگا رہتا تھا (ایضاً صـ۳۴۴) اس کا نتیجہ یہ ہوتا تھا کہ کوئی شریف انسان اور خصوصیت سے باحیا عورتوں کا وہاں سے گزرنا وبالِ جان سے کم نہ تھا اور ہر وقت جان و عزت کا خطرہ درپیش رہتا تھا۔ دیوداسیوں اور عورتوں کی بداخلاقی اور جنسی جنون کی دلسوز حرکات اور حالات پڑھتے اور سننے سے بھی شرم محسوس ہوتی ہے اور کوئی شریف اور باحیا انسان ان کو پڑھنے پر اپنے نفس کو آمادہ نہیں پاتا۔ اِلّا یہ کہ دل پر جبر کر کے پڑھے تو بات اور ہے (ملاحظہ ہو سفرنامہ ابوزیدؒ صـ۱۳۰ اور احسن التقاسیم مقدسیؒ صـ۴۸۳)

جُوا اس حد تک رائج تھا کہ سونے اور چاندی کے سکّے اور زیورات کا تو کیا کہنا عورتیں بھی جوئے میں ہاری جاتی تھیں اور ازدواجی تعلقات میں ایسی بے راہ روی اختیار کر لی گئی تھی کہ ایک ایک عورت کے کئی کئی شوہر ہوتے تھے اور ان کی روحانیت کا یہ حال تھا کہ بعض فرقوں میں عورتیں مردوں کو اور مرد عورتوں کو ننگا کر کے ان کی شرمگاہوں کی پُوجا کرتے تھے (ستیارتھ پرکاش سمولاس گیارہ صـ۳۶۷ طبع لاہور) شاید وہ یہ خیال کرتے ہوں گے کہ شرمگاہ ہی دُنیا کی جڑ اور منبع نسلِ انسانی ہے لہٰذا اس بابرکت اور کثیر المنفعت چیز کی پُوجا کیوں نہ ہو؟ اور ایسے مردوں اور عورتوں کے ان کے نزدیک خاص القاب ہوتے تھے۔ چنانچہ لکھا ہے کہ:

"اور جب کسی عورت یا دیشیا کو یا کسی مرد کو ننگا کر کے اور ان کے ہاتھ میں تلوار دے کر ان کی جائے نہانی کی پرستش کرتے ہیں تو عورت کا نام دیوی اور مرد کا نام مہادیو رکھتے ہیں۔"

(ستیارتھ پرکاش ص۳۶۸)

شوہر کے مرنے پر بعض عورتوں کو خود ان کے باپ اور بھائی اعزہ و اقارب زندہ نذرِ آتش کر دیتے تھے اور اس شنیع کارروائی کو اپنی اصطلاح میں وہ ستی کہتے تھے اور اس کی حکمت اور فلسفہ یہ بیان کرتے تھے کہ یہ عورت اپنے خاوند کے فراق کو گوارہ نہیں کر سکتی اور اس کی محبت والفت میں اپنی جانِ عزیز کو اس پر قربان کر دینے کے لئے بطیبِ خاطر رضامند ہے۔ ممکن ہے بعض شوریدہ سر عورتیں اس قومی اور آبائی رسم کی وجہ سے اس کو قربانی ہی تصور کرتی ہوں مگر حتی الوسع موت کو کون پسند کرتا ہے؟ ان کی اس ظالمانہ رسم کا بعض مسلمان اور خدارسیدہ صوفی شاعروں نے بھی تذکرہ کیا ہے چنانچہ حضرت امیر خسروؒ یوں ارشاد فرماتے ہیں کہ ؎

خسروؔ اور عشق بازی کم زہندو زن مباش
کاں برائے مُردہ سوزد زندہ جانِ خویش

اور جناب بیدل پشاوریؒ یوں کہتے ہیں کہ ؎

با تو میگویم مباش اے سادہ دل ہندو پسر
در طریق جاں سپاری کم زہندو دخترے

اور برہمنوں نے اپنی قلبی تسکین اور سہولت کے لئے یہ چند نفس پسند قوانین وضع کئے اور تراشے تھے:

۱۔ برہمن کو کسی حالت میں خواہ وہ کتنے ہی سنگین جرائم کا مرتکب رہ چکا ہو سزائے موت نہیں دی جا سکتی۔

۲۔ کسی اونچی ذات کا مرد اگر کسی نیچی ذات کی عورت سے زنا کرے تو کوئی حرج نہیں۔

۳۔ کسی بودھ راہبہ تک کی عصمت دری کی سزا میں معمولی جرمانہ کافی ہے۔

۴۔ اگر کوئی اچھوت ذات کا شخص کسی اعلیٰ ذات والے کو چھو لے اور ہاتھ لگا دے تو اس کی سزا موت ہے۔

۵۔ اگر کوئی نیچی ذات والا اپنے سے اونچی ذات والے کو مارے تو اس کے اعضاء کاٹ دیئے جائیں اور اگر اس کو گالی دے تو اس کی زبان قطع کر دینی چاہیئے اور اگر اسے تعلیم دینے کا دعویٰ کرے تو گرم تیل اس کے منہ میں ڈالنا چاہیئے۔

(آر۔ سی۔ دت کی قدیم ہندوستان ص۳۴۲)

یہ اصول و ضوابط اور قوانین تھے اہل ہند کے جس میں اچھوت اقوام کے لئے خیر خواہی کا ادنیٰ جذبہ اور ان کی ہمدردی کا ایک حرف بھی موجود نہ تھا جو بزبانِ حال شاید برہمنوں کے ان خود ساختہ ملکی اور قومی قوانین پر آنسو بہاتے ہوئے یہ کہتے ہوں گے ؎

تم جو دیتے ہو نوشتہ وہ نوشتہ کیا ہے
جس میں ایک حرفِ وفا بھی کہیں مذکور نہیں

اہل عرب

ان میں بیشتر خاندان حضرت ابراہیم اور حضرت اسمٰعیل علیہما السلام کی اولاد میں سے تھے جن کو آباؤ اجداد کی طرف سے بہترین خالص توحیدی دین عطا ہوا تھا اور خاندانِ قریش خصوصیت سے قدر و منزلت کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا۔ ان کی اسی برتری کی وجہ سے وہ کعبۃ اللہ اور مسجد الحرام کے متولی اور پاسبان قرار پائے تھے۔ عرصہ تک وہ صحیح دین پر قائم تھے، مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے تقریباً تین سو سال قبل ایک شقی ازلی عمرو بن لحی نے عرب میں بت پرستی رائج کر دی اور لوگ اپنی جہالت اور عاقبت نااندیشی کی بدولت بت پرستی اور شرک کے مہلک جرم کے مرتکب ہو گئے۔ ہر قبیلہ اور خاندان کا معبود اور بت مستعان اور حاجت روا جُدا تھا۔ گھر گھر بت پرستی تھی۔ یہاں تک کہ خدا تعالیٰ کے پاک گھر کعبۃ اللہ میں انہوں نے تین سو ساٹھ بت نصب کر دیے تھے جن میں خصوصیت سے حضرت ابراہیم۔ حضرت اسمٰعیل حضرت مریم علیہم الصلوٰۃ والسلام کے مجسمے قابلِ ذکر ہیں اور اللہ تعالیٰ کے اس پاک گھر کو انہوں نے معاذاللہ صنم کدہ بنا رکھا تھا اور مذہبی اعتبار سے وہ یہاں تک جنون زدہ ہو گئے تھے کہ قریش کے علاوہ باقی لوگ بالکل برہنہ اور مادرزاد ننگے ہو کر کعبہ کا طواف کیا کرتے تھے حتیٰ کہ عورتیں بھی معمولی سا چیتھڑا اپنی شرمگاہ پر باندھ دیتی تھیں اور باقی ہمہ تن برہنہ ہو کر طواف کرتیں اور ساوانہ مستانہ آواز سے یہ گاتی جاتی تھیں ؎

الیوم یبدو بعضہ او کلہ
فما بدا منہ فلا احلہ

(مسلم ج ۲ ص۴۲۲)

یعنی آج کے دن بدن کا کچھ حصہ برہنہ ہو یا سب، سو جتنا بھی ظاہر ہو میں اس کو کسی کے لئے حلال نہیں سمجھتی۔

جب مکہ مکرمہ فتح ہوا اور بلاد امین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زیر اثر آ گیا تو آپ نے اعلان کروایا کہ کوئی مشرک اور برہنہ کعبۃ اللہ کا طواف نہیں کر سکتا اور ۹ھ میں تو باقاعدہ کئی دن تک حضرت ابوبکرؓ کی قیادت میں اس کا اعلان ہوتا رہا۔ (بخاری ج ۱ ص۲۲۰)

اہل جاہلیت کچھ اس قسم کے عجائب پسند، ضعیف الاعتقاد اور وہم پرست ہو گئے تھے کہ ان کے واقعات پڑھ کر کوئی متین اور سنجیدہ آدمی تعجب اور حیرت کئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ سانپ کو اس ڈر کے مارے وہ قتل کرتے تھے کہ اس کا جوڑا آ کر ہمیں ڈسے گا اور ہلاک کر دے گا۔ ان کے اس باطل عقیدہ کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رد کرتے ہوئے یہ فرمایا کہ:

اقتلوا الحیات کلھن فمن خاف ثارھن فلیس منی
(ابوداؤد ج ۲ ص۳۵۶)

سب سانپوں کو قتل کیا کرو جس شخص نے ان کے انتقام کے ڈر سے ان کو چھوڑ دیا تو وہ میرا نہیں ہے۔

اور وہ یہ خیال بھی کرتے تھے کہ جب کسی مقتول کا بدلہ نہ لیا جائے تو اس کی روح ہامہ اور اُلّو بن کر واویلا مچاتی ہے اور ان کا یہ زعم بھی تھا کہ پیٹ میں ایک سانپ ہوتا ہے جو غلبۂ بھوک کے وقت کاٹ کھاتا ہے۔ اس لئے وہ بھوک کے وقت بلا امتیاز حلال حرام اور بدوں تمیز طیب و خبیث جو کچھ بھی ملتا کھا جاتے تھے اور پرندوں سے شگون لیتے تھے اور ان تمام بے اصل اوہام کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرماتے ہوئے رد کیا کہ ولا طیرۃ ولا ھامۃ ولا صفر (بخاری ج ۲ ص۸۵۷ و مشکوٰۃ ج ۲ ص۳۹۱)

ان کی وہم پرستی کا اندازہ کیجئے کہ جب ان کے پاس اونٹنی دس بچے جن چکتی تو پھر اس کو چھوڑ دیتے اور اس سے کوئی کام نہ لیتے اور جب ایک ہزار اونٹ ان کے پاس جمع ہو جاتے تو ایک اونٹ کی آنکھ پھوڑ دیتے تھے تاکہ نظر بد نہ لگنے پائے۔ جب سفر میں جاتے تو کسی درخت پر گرہ لگا دیتے تاکہ ان کی غیر حاضری میں بیوی اگر خیانت کرے تو پتہ چل جائے۔ اس کی حکمت تو وہی سمجھتے ہوں گے کہ درخت کی شاخوں وغیرہ کی گرہ اور بیوی کی خیانت کا کیا ربط و تعلق ہے۔ اور اگر کہیں راستہ بھول جاتے تو کپڑے الٹے کر دیتے تاکہ راستہ معلوم ہو جائے۔
(بلوغ العرب و اطوار العرب)

ضعیف الاعتقادی میں ان کا یہ نظریہ پیدا ہو گیا تھا کہ جو شخص حرزی کو گالی دے وہ برص اور جذام کی بیماری میں مبتلا ہو جاتا ہے

(مسند دارمی ص۸۹)

ظلم اور درندگی اس حد تک بڑھ چکی تھی کہ زندہ اونٹوں اور دنبوں کی کوہانیں اور چکیاں کاٹ کاٹ کر کھا جاتے تھے اور زندہ جانوروں کو درختوں سے باندھ کر تیر اندازی کی مشق کیا کرتے تھے۔ لڑائی میں عورتوں کا پیٹ چاک کر دیتے اور مقتولوں کی ناک کاٹ دیتے اور دشمن کی کھوپڑی میں شراب پیتے اور دشمن کی عورتوں کو گھوڑے کی دُم سے باندھ کر گھوڑا دوڑا دیتے اور اس ظالمانہ طریقے سے ان کی جانیں ضائع ہو جاتیں۔ دشمن کو قید کر کے آب و دانہ بند کر دیتے اور اس فعل کو وہ صبر کہتے تھے۔ لڑائی کے موقع پر دشمن کو آگ میں جھونک دیتے تھے۔ عورتوں اور بچوں کو وراثت کے جائز اور فطری حق سے محروم کر دیتے تھے۔ لڑائی میں جب عورتیں قابو آ جاتیں تو اگر صلح بھی ہو جاتی تب بھی ان کے ناموس بالکل برباد ہو چکے ہوتے۔ خون کو جما جما کر اس کی قاشیں تراش تراش کر کھا لیتے۔ مُردہ جانوروں کو کھا جاتے، چمڑے کو بھون کر کھا جاتے اور اس قسم کی بے شمار خرابیاں اور بدیاں ان میں رائج تھیں۔

حضرت مولانا سید سلیمان ندویؒ (المتوفی ۱۳۷۳ھ / ۱۹۵۴ء) نے سیرت النبی جلد چہارم میں اس پر کافی بحث کی ہے۔

حضرت عمرؓ کے عہد میں مجاہدین اسلام جب کسریٰ کے مقابلے میں نکلے تو کسریٰ کے ایک فوجی جرنیل نے اپنے ترجمان سے کہا کہ ان مسلمانوں سے دریافت کرے کہ ان میں سے ایک آدمی میرے ساتھ گفتگو کرے۔ حضرت مغیرہ بن شعبہؓ نے فرمایا کہ پوچھ کیا پوچھتا ہے۔ اس نے تحقیر کے لہجہ میں کہا کہ تم کیا ہو؟

فرمایا کہ:

نحن ناس من العرب کنا فی شقاء شدید وبلاء شدید نمص الجلد والنوی من الجوع ونلبس الوبر والشعر ونعبد الشجر والحجر فبینا نحن کذالک اذ بعث رب السموٰت ورب الارضین الینا نبیاً من انفسنا نعرف اباہ وامہ الحدیث (بخاری ج ۱ ص۴۴۷)

ہم عرب کے لوگ ہیں جو انتہائی بدحالی اور بے حد مصیبت میں مبتلا تھے۔ بھوک کی وجہ سے ہم چمڑے اور کھجور کی گٹھلیاں چوسا کرتے تھے اور ہم اونٹوں کی پشم اور بکریوں کے بالوں کا لباس پہنتے تھے اور درختوں اور پتھروں کی عبادت کیا کرتے تھے اسی اثناء میں آسمانوں اور زمینوں کے پروردگار نے ہم میں ہماری ہی جنس سے ایک نبی مبعوث کیا جس کے باپ اور ماں کو ہم بخوبی پہچانتے ہیں۔

سچ

حضرت حسن بصریؒ سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکرؓ غار سے نکل کر مدینہ کو روانہ ہوئے تو حضرت ابوبکرؓ کا جو بھی جاننے والا ان سے ملا اور اس نے ان سے پوچھا کہ اے ابوبکرؓ! یہ کون ہیں تو آپؓ یہی جواب دیتے رہے کہ یہ راستہ بتانے والے ہیں اور واللہ! ابوبکرؓ نے سچ بولا۔

مدرسہ کیوں نہیں؟

جناب صدر گرامی قدر
حکومت پاکستان زید مجدکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

گذارش ہے کہ مدرسہ انوار العلوم فیڈرل بی ایریا، بلاک ۱۰، کراچی ۳۸، پلاٹ نمبر S.T.7 کے ایک حصہ پر ۱۹۶۷ء سے قائم ہے۔ ادارہ ہذا کے تعلیمی اور تعمیری تقاضوں کے پیش نظر باقی ماندہ پلاٹ جو پارک کی صورت میں چھوڑ دیا گیا تھا اس کے حصول کے لئے سات سال کی مسلسل جدوجہد کے بعد دوبارہ درخواست پیش کرنے کی جرأت کر رہا ہوں اس امید پر کہ حقائق اور استحقاق کی روشنی میں اللہ کے فضل و کرم سے آنجناب سے منظور ہوگی اور یہ ادارہ دینی دنیاوی تعلیم و تعمیر کے اعتبار سے اپنے تکمیلی منصوبوں کو عملی جامہ پہنانے میں بہ احسن وجوہ کامیاب ہوگا جزاکم اللہ احسن الجزاء۔

مطلوبہ پلاٹ عرصہ ۱۶ سال سے ہمارے قبضہ میں ہے اور وقتاً فوقتاً جنازے کی نمازیں دیگر مدرسہ کے بڑے بڑے اجتماعات اسی پلاٹ پر ہوتے ہیں۔ رہائشی کمرے بھی بنے ہوئے تھے جو ۱۷ اگست ۸۰ء کو درختوں سمیت پولیس کر مسمار کر دیئے اور تقریباً پچاس ہزار روپے اس مسماری میں مدرسہ ہذا کو نقصان کا متحمل ہونا پڑا۔

جناب صدر گرامی قدر! اس پلاٹ کو آئینی حیثیت میں لانے کے لئے مدرسہ ہذا نے ایک درخواست ۷۴ء میں دی مگر اس پر کوئی جواب نہ ملا تو دوسری درخواست ۱۵ جولائی ۷۹ء میں دائر کی مگر اب تک مسلسل اور انتھک کوشش کے باوجود حصول پلاٹ کے مقصد میں ہم ناکام رہے۔ جناب جسٹس بدیہ جناب ہوم سیکرٹری سندھ جناب آئی جی پولیس سندھ کے ڈی اے اور جناب ڈپٹی مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر۔ یہ سب حضرات ہمارے ساتھ پلاٹ دینے کا وعدہ کر چکے ہیں۔ زبانی بھی اور تحریری بھی مدرسہ کی ضروریات اور استحقاق کو تسلیم کر چکے ہیں دستاویزات محفوظ ہیں۔ سب کچھ تسلیم کرنے کے باوجود تھانہ اور پولیس کوارٹروں کی تعمیر دھڑا دھڑ جاری ہے۔ جناب صدر گرامی قدر مندرجہ ذیل وجوہ اور دلائل کی بنا پر یہ پلاٹ مدرسہ کا حق ہے اور مدرسہ ہی اس پر تعمیر ہونا چاہیئے۔ اسی بناء پر پلاٹ کے حصول کی جدوجہد کی گئی اور تعلیمی اور تعمیری تقاضوں کے پیش نظر یہ پلاٹ مطلوب و مقصود ہے۔ امید ہے کرم فرمائیں گے

۱۔ مدرسہ انوار العلوم پلاٹ مذکورہ کے ایک حصہ پر واقع ہے۔ تنگی کی وجہ سے موجودہ ضروریات اور ترقی کی وجہ سے مستقبل کی ضروریات کے لئے باقی ماندہ پلاٹ، موقع، وضع اور ہیئت گنجائش کے اعتبار سے یہ پلاٹ مدرسہ ہی کا ایک حصہ متصور ہوتا ہے

۲۔ مذکورہ پلاٹ شاملاتی اور رفاہی ہے۔ آئینی اعتبار سے ہم اہل محلہ کی ملکیت ہے حکومت کی نہیں۔ اسی طرح مدرسہ بھی تعلیمی رفاہی اور شاملاتی ادارہ ہے۔ اس لئے یہ پلاٹ اپنی رفاہی قدر مشترک کے اعتبار سے رفاہی ادارہ کا حق بنتا ہے۔ اس پلاٹ پر تھانہ کا حق نہیں کیونکہ تھانہ اپنی وضع کے اعتبار سے غیر رفاہی ادارہ ہے۔

۳۔ پلاٹ S.T.7 اپنی وضع اور اصلیت کے اعتبار سے تھانہ کے لئے نہیں بلکہ پارک کے لئے رکھا گیا تھا جیسا کہ ہمارا سائٹ پلان اس کی شہادت پیش کرتا ہے۔ نیز کے ڈی اے کا اور کھیل نقشہ بھی اس کی شہادت دیتا ہے اور کے ڈی اے کی طرف ہوم سیکرٹری صاحب کو لکھا ہوا تازہ بتازہ لیٹر بھی اس کی تائید کرتا ہے کہ یہ پارک کا پلاٹ ہے تھانے کا نہیں۔ آئینی رو سے اس پر مدرسہ، ڈسپنسری، بازیچہ خانہ بنایا جا سکتا ہے تھانہ نہیں بنایا جا سکتا۔

۴۔ تقسیم ملک سے پہلے کا قانون بھی اور کے ڈی اے اکتوبر ۷۴ء کا لاء بھی بتلاتے ہیں کہ پارک اور کھیل کود کا پلاٹ شاملاتی ہوا کرتا ہے۔ اس پر صرف اہل محلہ کا حق ہوا کرتا ہے کہ وہ اجتماعی طور پر کسی مصرف میں لائیں۔ حکومت اس پر اگر تھانہ یا ادارہ بنانا چاہتی ہے تو اس کے لئے لازم ہے کہ اہل محلہ سے اس کی اجازت حاصل کرے۔ جناب صدر گرامی قدر تھانہ بنانے کے لئے حکومت سندھ نے ہم سے اجازت نہیں لی۔ اس قانون کی رو سے ہوم ڈیپارٹمنٹ کی یہ عمارت غیر قانونی ہے مدرسہ کو یہ ہبہ کی جائے یا پھر وہ غیر قانونی ہونے کے اعتبار سے مسمار کر دی جائے۔

۵۔ اصل اس پلاٹ کی مالک یا متولی کے ایم سی ہے۔ اس نے مدرسہ کے استحقاق کو تسلیم کر لیا ہے۔ کاغذات موجود ہیں۔

۶۔ جناب صدر گرامی قدر ہوم سیکرٹری صاحب سندھ اور چیف سیکرٹری صاحب سے پلاٹ مدرسہ ہذا کو الاٹ کرنے کے متعلق مکمل بات چیت ہو چکی ہے۔ مدرسہ کی بے شمار ضروریات اور اس کے استحقاق کے پیش نظر پلاٹ مدرسہ کو دینے کے لئے وہ راضی ہو چکے تھے کہ عمارت پر آمدہ مصارف ادا کرنے ہوں گے۔ چنانچہ زبردستی ہم نے اس کو بھی منظور کیا۔

۷۔ ہوم سیکرٹری صاحب نے ہمارے ساتھ پلاٹ دینے کا وعدہ بھی کیا۔ زبانی وعدہ پر شیخ محمد حنیف گواہ ہیں۔ اس سیکرٹری صاحب کی مشروط تحریر بھی بطور شہادت اور بطور تائید موقف ہے۔ اول یہ کہ تھانہ پر آمدہ مد

حضرت مولانا مفتی محمودؒ کو خراج تحسین

نظام العلماء جھنگ کے علماء و خطباء نے جمعۃ المبارک کے اجتماعات میں قائد اسلامی انقلاب حضرت مولانا مفتی محمود صاحبؒ کی یاد میں تقریر کرتے ہوئے ان کی دینی۔ قومی۔ ملکی عظیم خدمات کو خراج تحسین پیش کیا۔ پاکستان کی تاریخ میں مفتی محمودؒ واحد حکمراں تھے جنہوں نے اپنے وعدے کے مطابق صوبہ سرحد میں وزیر اعلیٰ بنتے ہی اسلامی قوانین کا اجراء کیا۔ شراب بند کی۔ قرآنی تعلیمات عام کیں، پردہ کا حکم جاری کیا، شلوار قمیص قومی لباس قرار دیا، اردو کو سرکاری زبان قرار دی۔ بعد نماز جمعہ ایصال ثواب کیا گیا نیز مدرسہ تعلیم القرآن محلہ موتی پورہ جھنگ صدر کے طلبہ و اساتذہ نے قرآن پاک ختم کر کے ایصال ثواب کیا۔

اظہار تعزیت

گذشتہ دنوں جامعہ مدنیہ مسجد باغوالی میں نظام العلماء شہر و ہاڑی کے ہنگامی اجلاس زیر صدارت مولانا عبدالستار منعقد ہوا جس میں حضرت مولانا محمد شریف جالندھری رحمہ مہتمم خیرالمدارس کی اچانک موت پر افسوس کا اظہار کیا اور مولانا مرحوم کی شاندار علمی و دینی خدمات پر زبردست خراج عقیدت پیش کیا گیا

اردو زبان میں اپنی نوعیت کی پہلی تصنیف

دینی مدارس کے طلبہ، اساتذہ اور اسلامی علوم سے دلچسپی رکھنے والے حضرات کے لئے ایک خصوصی پیشکش

اصطلاحات الفنون مع تذکرۃ المؤلفین

مؤلفہ: مولانا محمد عابد صاحب نعیم

جس میں اصول حدیث۔ اصول فقہ۔ فقہ، تجوید۔ صرف۔ نحو۔ منطق۔ مناظرہ۔ فلسفہ۔ معانی۔ بیان، اور فن بدیع کی سینکڑوں اصطلاحات کی اردو زبان میں توضیح و تشریح کی گئی ہے۔

- ہر فن کے شروع میں ایک مقدمہ شامل کیا گیا ہے جو اس فن کی تعریف۔ موضوع۔ غرض اور اس فن کے تاریخی نشیب و فراز پر مشتمل ہے۔
- ہر فن کی داخل نصاب جملہ کتب کی تفصیل اور ان کے مؤلفین کے حالات درج کئے گئے ہیں۔

اصطلاحات الفنون علماء کی نظر میں

- حضرت مولانا احمد رضا صاحب بجنوری مؤلف انوار الباری شرح صحیح بخاری کی رائے گرامی —— "کتاب کا مسودہ احقر نے سنا اور مستفید ہوا۔ خدا کا شکر ہے کہ موصوف نے ایک بہت بڑی اور اہم علمی ضرورت کی طرف توجہ فرما کر نہایت مفید تالیف فرما دی۔
- حضرت مولانا مفتی عبد الستار صاحب مفتی خیر المدارس کی رائے گرامی —— "مولانا محمد عابد صاحب نے مختلف علوم و فنون کی اصطلاحات اور ان کے معانی و تعریفات کو رسالہ ہذا میں جمع فرما دیا ہے۔"
- حضرت مولانا نذیر احمد صاحب شیخ الحدیث دار العلوم فیصل آباد کی رائے گرامی —— "اصطلاحات الفنون دیکھی جس میں کئی علوم و فنون کی کافی اصطلاحات اور ان کی تعریفات اردو زبان میں جمع کردی ہیں جو انشاء اللہ اساتذہ کیلئے مفید ثابت ہونگی"
- مولانا مفتی عبد القادر صاحب مفتی و استاذ حدیث دار العلوم عیدگاہ کبیر والا کی رائے گرامی —— "برادرم مولانا محمد عابد نعیم صاحب نے آسان عبارت میں اختصار کے ساتھ کافی علوم و فنون کی اصطلاحات کو جمع کر کے طلباء، اساتذہ اور دینی کتب کا مطالعہ کرنے والوں پر احسان کیا ہے۔ حق تعالیٰ اس رسالہ کو نافع بنانے اور مؤلف کو دنیا و عقبیٰ میں اجر جزیل عطا فرمائے۔

تین سو سے زائد صفحات، آفسیٹ کتابت و طباعت قیمت -/۱۵ روپے

ناشر: **مکتبہ دار العلوم فیض محمدی خالد آباد فیصل آباد**

غزالہ ضیا

محرم — حرمت اور احترام کا مہینہ

اللہ تعالیٰ کے اپنے برگزیدہ نبیوں اور بندوں پر احسانات و برکات کی چند جھلکیاں

- حضرت آدم علیہ السلام کو برگزیدہ بنایا۔
- حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی کوہِ جودی پر ٹھہرائی۔
- حضرت ابراہیم علیہ السلام کو خلیل بنایا۔
- حضرت یعقوب علیہ السلام حضرت یوسف علیہ السلام سے چالیس برس بعد ملے۔
- حضرت داؤد علیہ السلام کی مغفرت کی۔
- حضرت سلیمان علیہ السلام کو ملک واپس کیا۔
- حضرت ایوب علیہ السلام کے مصائب دُور فرمائے۔
- حضرت یونس علیہ السلام مچھلی کے پیٹ سے بچ کر نکلے۔
- حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ہاتھوں فرعون غرقِ نیل ہوا۔
- حضرت عیسیٰ علیہ السلام پیدا ہوئے۔
- اُمّ المؤمنین حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے شادی ہوئی۔
- آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ۹ اور ۱۰ محرم کو روزہ رکھا اور اس کی تاکید فرمائی۔
- خلیفۂ ثانی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی شہادت ہوئی۔
- حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کربلا میں شہید کر دیئے گئے۔

یہ مہینہ

- بعثتِ آدم علیہ السلام سے لے کر حضور سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم کے ظہورِ پُرنور تک مختلف ادوار میں باعثِ خیر و برکت اور ذریعۂ نجات رہا ہے۔

یہ مہینہ

- راہِ دین میں سر دھڑ کی بازی لگا دینے کے جذبہ، اسلام کی سربلندی کے لئے اہل و عیال کو قربان کر دینے کے عمل، حق گوئی و بے باکی، شجاعت و جوانمردی اور ایثار و استقلال کی روشن مثالوں سے آراستہ و پیراستہ ہے۔

یہ مہینہ

- نہ صرف ہمارے اسلاف کی روایات اور ان کے بلند پایہ کردار کا آئینہ دار ہے، بلکہ ہمیں صراطِ مستقیم پر چلنے کی روشنی عطا کرتا ہے۔

ہمیں چاہیئے کہ اس مہینے میں اپنے عمل کا محاسبہ کریں۔ صدقِ دل سے نیک کاموں کی بنا ڈالیں۔ زندگی کو بامقصد گزارنے کا ایسا لائحۂ عمل تیار کریں جس سے نہ صرف اپنی ذات کی فلاح و نجات مقصود ہو بلکہ اپنے کنبے کے افراد، پڑوس کے مکین، محلے کے باسی، شہر کے ساتھی، وطن کے شہری بلکہ پورے عالمِ انسانیت کے لئے روشن مستقبل اور فلاح و بہبود کی ضمانت حاصل ہو جائے۔

سرمایہ داری اور کمیونزم

محمد نعیم ترین

عالم کا وہ فتنہ جس نے دُنیا کو دو بلاکوں میں تقسیم کیا اور ان دونوں میں سرد گرم جنگ قائم ہے' یہودی فتنہ ہے۔ اس ملعون قوم نے ان دونوں نظاموں کو تشکیل دی اور ظلم و طاقت کے زور سے اس کو مقبول بنایا۔ اب پوری دُنیا یہود چکی کے دو پاٹوں کمیونزم اور سرمایہ داری میں پس رہی ہے یہ ملعون قوم صرف اس معاشی فتنہ کی علمبردار نہیں بلکہ تمام دینی فتنوں کا اصل سرچشمہ بھی ہے اور اس تحریک کی ابتداء ہی انسانی تباہی پر رکھی گئی ہے۔ روس میں قیام کمیونزم کے لئے انیس لاکھ انسانوں کو موت کے گھاٹ اتارا گیا۔ بیس لاکھ کو مختلف سزائیں دی گئیں اور پچاس لاکھ کو جلا وطنی کی سزائیں دی گئیں۔ اسٹالن نے پانچ کروڑ مسلمانوں کو کمیونزم کے لئے قتل کیا۔ اس ظلم و بربریت، قتل و غارت اور غارتگری کے طوفانوں نے انسانیت کی دھجیاں اڑائیں یا انسان کو انسانیت کا مفہوم سمجھایا۔ انسانی حقوق کے دعویداروں نے انسانوں کے خون سے ہولی کھیلی یا انسانوں کے جان و مال کی حفاظت کی۔ ۲ دسمبر ۱۹۵۱ء میں پیرس کی اتحاد اسمبلی میں ایک کمیونسٹ نمائندے نے رپورٹ پیش کی کہ کمیونزم کو قائم کرنے کے لئے ڈیڑھ کروڑ مسلمانوں کو پھانسی پر لٹکایا گیا۔ اس تحریک کا مقصد انسانوں کو سرمایہ داروں کے ظلم سے نجات دلانا تھا اس لئے کمیونسٹ حکومتوں نے ذرائع معاش پر قبضہ کیا لیکن درحقیقت انہوں نے تمام سرمایہ داروں کو مٹا کر ذرائع معاش کو ایک سرمایہ دار کے ہاتھ میں دے دیا گویا کئی سرمایہ داروں کی بجائے ایک سرمایہ دار

قرار پایا۔

سرمایہ داروں کے مظالم کے ازالہ کے لیئے عوام عدالت اور حکومت کی طرف رجوع کرکے ظلم کا انسداد کرسکتے ہیں لیکن جب واحد سرمایہ دار خود حکومت ہو تو اس سے ظلم کے بچاؤ کی کوئی صورت باقی نہیں رہتی۔ سرمایہ داروں کے مظالم سے نجات کے لیئے نشر و اشاعت کے ذریعہ احتجاج اور مظاہروں کی شکل میں عوامی رائے پر اثر ڈال کر ظلم کا ازالہ کیا جاسکتا تھا، لیکن کیمونسٹ حکومت جو واحد سرمایہ دار ہے اس میں یہ صورت بھی ممکن نہیں کیونکہ ذرائع نشر و اشاعت حکومت کے قبضہ میں ہیں اور ہر احتجاج اور ہر مظاہرہ خلاف قانون ہے ہڑتال کرکے مزدور سرمایہ داروں سے اپنے حقوق منوا سکتے تھے، لیکن جہاں روٹی خود حکومت کے ہاتھ میں ہو وہاں ہڑتال کرنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا کیونکہ ہڑتال کرنے کی صورت میں ہڑتال کرنے والے روٹی کہاں سے کھائیں گے۔ ان کو تو ان کی کمائی کا صرف تین فیصد حصہ ملتا ہے۔ باقی ہر سرمایہ پر کیمونسٹ حکومت قبضہ کرتی ہے۔ کیمونزم اسٹیٹ کے سامنے انسان کے فکر و عمل کی آزادی اور اپنا منشا ختم ہوجاتا ہے اور سٹیٹ کے منشا کو پورا کرنا اس کی زندگی کا مقصد بن جاتا ہے۔ ایسی صورت میں وہ انسان کی صورت میں حیوان بن کر سٹیٹ کے منشاء کی تکمیل کے لیئے کام کرتا ہے اور اس کے عوض میں روٹی کپڑا حاصل کرتا ہے۔ کیمونزم سٹیٹ اور حکومت کے چند با اقتدار افراد کو خدا منواتا ہے۔ کیمونزم کی بنیاد نفی پر ہے اثبات پر نہیں حالانکہ صرف نفی سے تسکین قلب نہیں ہوتی جب تک اصل خدا کا اثبات نہ ہو جو دلوں کے لیئے سہارا بن سکے۔ اگر یہ سہارا اٹھ جائے تو انسان ضعیف کی پر آلام و مصائب زندگی کے لیئے کوئی سہارا باقی نہیں رہتا۔

دنیا کا ہر باطل نظام جو اسلام کے خلاف ہو ان سب نظاموں کے پیچھے یہودیوں کی مشنری کارفرما ہوتی ہے، لیکن مسلمانوں کی فلاح و بہبود صرف اس بات پر ہے کہ وہ آج پھر قرونِ اولیٰ کے مسلمانوں کے صحیح جانشین ثابت ہوں اور خدائے بزرگ و برتر کی برتری اور قرآن عظیم کی بڑائی کا صدق دل سے اقرار کرکے قرآنی نظام کو عالم اسلام میں نافذ کرنے کا عزم کریں۔ یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ اسلامی نظام اشتراکیت سے بہتر اور مضبوط ہے۔ ایک مکمل ضابطہ حیات قرآن کا قانون دنیا کے ہر قانون سے مؤثر اور باعثِ نجات ہے۔

ترجمان اسلام میں
اشتہارات
دے کر اپنی تجارت کو فروغ دیں۔
ادارہ

بقیہ مدرسہ کیوں تھیں

کے۔ ڈی۔ اے کا جہیں تبادل پلاٹ نہ دینا ہماری طرف سے یہ دونوں باتیں الاٹمنٹ کینسلیشن میں رکاوٹ ہیں۔ جناب صدر گرامی قدر، وہ دونوں رکاوٹیں بھی دور کردی گئیں یعنی ہوم سیکرٹری صاحب کی مطلوبہ رقم ایک لاکھ پچاسی ہزار روپے کی بھی مدرسہ نے ادا کرنے کی پیشکش قبول کرلی اور کے۔ ڈی۔ اے نے ایک کی بجائے چار تبادل پلاٹ بھی مع نمبروں کے ہوم ڈیپارٹمنٹ کو پیش کر دیئے

۸۔ مذکورہ متنازعہ پلاٹ کے استحقاق پر ملکی اخبارات نے اداریے لکھے اور مدرسہ کے اصول کو صحیح قرار دیا۔ ہوم ڈیپارٹمنٹ کے مؤقف کو غلط کہا کہ اس پلاٹ پر مدرسہ کا حق ہے پولیس اسٹیشن کا نہیں۔

۹۔ جناب صدر گرامی! اگر ہوم ڈیپارٹمنٹ کو متبادل پلاٹ نہ ملتا یا مدرسہ تھانہ پر تعمیری مصارف کے ادا کرنے کی ذمہ داری قبول نہ کرتا تو اس صورت میں ہوم سیکرٹری صاحب کو تھانہ کی تعمیر جاری رکھنے کا کچھ حق ملتا مگر ہمارے تعجب کی انتہا نہ رہی کہ ہر لحاظ سے مدرسہ کا حق ثابت ہو جانے اور ہوم سیکرٹری صاحب کی تمام فرمائشوں کو قبول کرنے کے بعد بھی انہوں نے اپنے رویہ میں تبدیلی پیدا نہیں کی اور تھانے کی تعمیر کو کیوں نہ روکا؟ رونا ہے تو آپ سے درخواست ہے تو آپ سے۔

۱۰۔ ڈپٹی مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر کراچی ہمارے مؤقف کی پوری پوری تائید کرچکے ہیں اور ہوم سیکرٹری صاحب کو تھانہ بنانے کے فیصلے پر نظر ثانی کرنے کے لیئے لکھ چکے ہیں۔ ان کا لکھنا بھی بتلاتا ہے اور پھر اس پلاٹ پر جبکہ سیکرٹری صاحب کی فرمائشیں بھی پوری کردی گئی ہیں مدرسہ کا ہی حق ہے، تھانہ نہیں بننا چاہیئے۔

۱۲۔ تھانہ بن جانے کے بعد جب چور ڈاکو اور دیگر مجرمین شب و روز ہتھکڑیاں لگے ہوئے طلبہ کے سامنے سے گذریں گے۔ آئیں گے جائیں گے تو طلبہ کے اخلاق پر کیا اثر پڑے گا۔

جناب صدر گرامی! تھانے کو متبادل پلاٹ پر بنائے جانے کا آرڈر صادر فرمائیں تاکہ نہ شکایت ہو اور نہ کوئی تکلیف ہو موجودہ پلاٹ مدرسہ کو دیئے جانے کا آرڈر صادر فرمائیں۔

محمد زکریا
مہتمم مدرسہ انوار العلوم
بلاک ۱۰، فیڈرل بی ایریا۔
کراچی ۳۸

شہر شہر سے — ترتیب: مدیر معاون

تشدد کی سیاست وہی لوگ اختیار کرتے ہیں جنہیں عوام نے مسترد کر دیا ہو

اجتماعی دباؤ سے ایسے عناصر کو باز رکھا جا سکتا ہے — مولانا فضل الرحمٰن

ملتان: کالعدم جمعیت علماء اسلام کے مرکزی ناظم اعلیٰ مولانا مفتی محمود مرحوم کے صاحبزادے مولانا فضل الرحمٰن نے کہا ہے کہ سیاست میں تشدد کا رجحان ملک کی سلامتی کے لئے خطرناک ہے۔ یہ بات انہوں نے آج یہاں نوائے وقت کو انٹرویو کے دوران کہی۔ انہوں نے کہا کہ ہم تشدد کی سیاست کے خلاف ہیں اور جو طبقہ یا عنصر تشدد کرتا ہے وہ ملک کو ایسے بھنور میں لے جاتا ہے جس میں وہ خود بھی ڈوب جاتا ہے۔ انہوں نے کہا کہ جو لوگ اس قسم کے حالات پیدا کر رہے ہیں وہ خود اپنی تباہی کی طرف مائل ہیں۔ مولانا فضل الرحمٰن نے کہا کہ ہم صرف سیاست میں تشدد ہی نہیں بلکہ معاشرے میں جو تشدد آمیز واقعات ہو رہے ہیں ان کے بھی خلاف ہیں۔

ایک اور سوال کے جواب میں کہ ملک کا آئندہ سیاسی ڈھانچہ کیسا ہونا چاہیئے انہوں نے کہا کہ سیاسی سرگرمیاں بحال ہونے کے بعد ہی صحیح معنوں میں کوئی سیاسی نقشہ آ سکے گا۔ ملک کی سرحدوں کے قریب روس نے افغانستان پر غاصبانہ قبضہ کر رکھا ہے جہاں تک سیاسی جماعتوں کے اتحاد کا تعلق ہے انہیں کم از کم ایسے معاملات میں اتحاد کرنا چاہیئے جو مشترکہ ہوں۔ انہوں نے کہا کہ سیاسی اتحاد کا ایک فائدہ یہ بھی ہوتا ہے کہ اگر ایک جماعت تشدد کی لائن اختیار کرتی ہے تو اسے اجتماعی اور عوام کے دباؤ سے روکا جا سکتا ہے اور قوم کے جذبات کے پیش نظر ایسی جماعت تشدد کا راستہ چھوڑ دیتی ہے۔

مولانا فضل الرحمٰن نے کہا کہ محب وطن سیاسی جماعتوں کو ملکی حالات کے پیش نظر ایک ہو جانا چاہیئے۔ اس موقع پر مولانا فضل الرحمٰن نے پھر واضح کیا کہ تشدد کا راستہ کمزور طاقتیں اختیار کرتی ہیں جنہیں عوام نے مسترد کر دیا ہو اور جن کی عوام کی نظر میں کوئی اہمیت نہیں ہوتی۔ (نوائے وقت ۱۸ اکتوبر ۸۱)

مصالحتی فارمولہ پر
چھ رکنی کمیٹی کا اتفاق

نظام العلماء پاکستان کی مرکزی چھ رکنی کمیٹی کا اجلاس ۱۷ اکتوبر کو ملتان میں مرکزی ناظم اول مولانا فضل الرحمٰن کی رہائش گاہ پر منعقد ہوا جس میں مولانا غلام ربانی، مولانا زاہد الراشدی، قاری نور الحق قریشی اور امیر نواز خان ایڈووکیٹ کے علاوہ مولانا فضل الرحمٰن نے بھی شرکت کی۔

اجلاس میں متفقہ طور پر ایک فارمولا طے کیا گیا جس پر باقی دو ارکان مولانا عبدالواحد اور میر صبح صادق خان کھوسو کے دستخطوں کے بعد اسے امیر مرکزیہ حضرت مولانا محمد عبداللہ درخواستی کی خدمت میں منظوری کیلئے پیش کیا جائیگا اور اس کے بعد اس فارمولا کا باضابطہ اعلان کر دیا جائے گا۔

نام مفتی محمود یونیورسٹی رکھا جائے

(لکی مروت) جامعۃ العلوم الاسلامیہ لکی مروت میں عظیم قائد مفتی اعظم مرحوم کی یاد میں ایصال ثواب کے لئے قرآن خوانی کی گئی۔ جامعہ کے اساتذہ، منتظمین اور طلباء کرام نے کثیر تعداد میں شرکت فرمائی۔ مدیر الجامعہ حضرت مولانا فضل الرحمٰن صاحب نے قائد ملک و ملت کو شاندار الفاظ میں خراج عقیدت پیش کیا اور ایک قرارداد کے ذریعہ موجودہ امیر مرشدنا حضرت درخواستی مدظلہم و ناظم عمومی جانشین شیخ التفسیر مدظلہم اور دیگر علماء خصوصاً مرکزی ناظم اول حضرت مولانا فضل الرحمٰن صاحب دامت برکاتہم پر بھرپور اعتماد کا اظہار کیا گیا اور مطالبہ کیا گیا کہ گومل یونیورسٹی کا نام مفتی محمود یونیورسٹی رکھا جائے۔

اعتذار

پچھلے شمارہ میں غلطی سے تاریخ ۳۰ اکتوبر تا ۵ نومبر درج ہو گئی۔ درست تاریخ یہ ہے: ۲۳ اکتوبر تا ۲۹ اکتوبر۔ ادارہ اس غلط اشاعت پر معذرت خواہ ہے۔

انتخابات انجمن خدام المسلمین

(جہانیاں منڈی)

صدر	مولانا محمد یعقوب عابد، مہتمم جامعہ رحمانیہ رجسٹرڈ، جہانیاں
نائب صدر	مولانا محمد اشرف صاحب شاد صدر مدرس جامعہ رحمانیہ رجسٹرڈ جہانیاں
ناظم اعلیٰ	مولانا محمد اکرم صاحب صابر خطیب چک ۱۲، جہانیاں
نائب ناظم اول	مولوی محمد عبدالرحمٰن شاہ مدرس جامعہ رحمانیہ جہانیاں
ناظم مالیات	حافظ غلام مصطفےٰ لیاقت پوری خطیب چک ۱۱ جہانیاں
ناظم نشر و اشاعت	مولانا مفتی محمد شفیع صاحب مدرس جامعہ رحمانیہ جہانیاں

انتقال پُر ملال

حاجی محمد حیات صاحب سیمنٹ چونا فروش، صرافہ بازار۔ ڈیرہ اسماعیل خان کے والد صاحب، حاجی فقیر محمد صاحب ایک مختصر علالت کے بعد ۲۲ ذی قعد کو ۹۰ سال کی عمر میں انتقال کر گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

مرحوم ایک راسخ العقیدہ پابند صوم و صلوٰۃ بزرگ تھے۔ آپ کی نماز جنازہ میں بہت لوگوں نے شرکت کی۔ اللہ تعالےٰ مرحوم کے جملہ پسماندگان کو صبرِ جمیل عطا فرمائے اور مرحوم کو اپنے جوارِ رحمت میں جگہ عنایت فرمائے۔ آمین

تشویش کا اظہار

(فارووقیہ، اٹک) انجمن ربانیہ کے امیر الحاج حکیم احمد حسن صاحب اور ناظم اعلےٰ صاحبزادہ حسین احمد صاحب قریشی نے حضرت امام اسلامی انقلاب مولانا محمد عبداللہ درخواستی کے تبلیغی دورے پر لگائی جانے والی پابندی پر گہری تشویش کا اظہار کیا ہے۔ ایک مشترکہ بیان میں کہا گیا کہ حضرت الامیر مدظلہ العالی کے تشریف لے جانے سے انگلینڈ میں تبلیغی سطح پر کافی فائدہ ہوتا اور وہاں کے لوگ قرآن و سنت کی روشنی سے فائدہ حاصل کرتے۔

قائم مقام جنرل سیکرٹری کا تقرر

نظام العلماء پاکستان فیصل آباد کے امیر مولانا قاری محمد ابراہیم صاحب نے معروف سماجی رہنما جناب ڈاکٹر عبدالقادر حامد کو نظام العلماء شہر فیصل آباد کا قائم مقام جنرل سیکرٹری مقرر کیا ہے اور توقع ظاہر کی ہے کہ ڈاکٹر صاحب اپنی تمام صلاحیتیں جماعت کے لئے وقف کر دیں گے اور جماعت پہلے سے زیادہ مستحکم اور فعال ہو گی۔

اظہارِ تعزیت

(بھوئی گاڑ) انجمن ربانیہ بھوئی گاڑ ضلع اٹک کے ارکان نے ممتاز عالم دین، مولانا غلام یحییٰ صاحب ہزاروی، مولانا مولا بخش صاحب، مولانا محمد شریف صاحب جالندھری کی وفات اور مسلم لیگی راہنما چوہدری ظہور الٰہی کے قتل پر گہرے رنج و غم کا اظہار کیا ہے، اور مرحومین کے لئے مغفرت کی دعا کی گئی۔

سالانہ جلسہ

(جھنگ صدر) گذشتہ دنوں یہاں بعد نماز عشاء مدرسہ تعلیم القرآن کا سالانہ جلسہ دستاربندی زیر صدارت حضرت مولانا مفتی عبدالحلیم صاحب منعقد ہوا۔ تلاوت کلام پاک کے بعد مولانا ظہور الحق اور مولانا حکیم محمد شفیع نے مفصل خطاب کیا۔ بعد ازاں دس حفاظ بچوں کی دستار بندی ہوئی۔

ایک قرارداد میں چوہدری ظہور الٰہی کے بہیمانہ قتل پر شدید غم و غصہ کا اظہار کیا گیا اور مطالبہ کیا گیا کہ قاتلوں کو عبرتناک سزا دی جائے۔ اجلاس نے مرحوم کی سابقہ خدمات کو خراجِ تحسین پیش کرتے ہوئے دعا کی کہ اللہ ان کے درجات بلند کرے اور پسماندگان کو صبرِ جمیل عطا کرے۔ جلسہ سے مولانا حق نواز نے خطاب فرمایا۔

مہمان خصوصی اور نظام العلماء پنجاب کے جنرل سیکرٹری جناب قاری نورالحق قریشی نے خطاب کرتے ہوئے پاکستان میں اسلامی نظام کے نفاذ کے سلسلہ میں کی گئی کارگذاری پر عدم اطمینان کا اظہار کیا۔

کتاب ضبط کی جائے

انجمن ربانیہ کے ناظم اعلیٰ صاحبزادہ حسین احمد قریشی نے مختار جاوید کی تصنیف کردہ کتاب "دارالعلوم دیوبند کے سو سال" حکومت سے ضبط کرنے کا مطالبہ کیا ہے۔ انہوں نے کہا ہے کہ یہ کتاب مذہبی منافرت پھیلانے کی ایک گھناؤنی سازش ہے۔

شیخ الحدیث مولانا محمد شفیق الرحمٰن درخواستی کا دورہ بلوچستان

مدرسہ مخزن العلوم والفیوض خانپور کے شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد عبداللہ صاحب درخواستی مدظلہ کے نواسے حضرت مولانا محمد شفیق الرحمٰن صاحب درخواستی بذریعہ ٹرین بلوچستان کے پانچ روزہ دورہ پر کوئٹہ تشریف لائے۔ مدرسہ عربیہ مرکزی تجوید القرآن سرکی روڈ کوئٹہ کے نائب مہتمم اور مایہ ناز شخصیت جناب قاری غلام النبی صاحب کے برادر زادے جناب قاری مہر اللہ صاحب اسٹیشن پر دوسرے احباب کے ساتھ موجود تھے۔ مولانا شفیق الرحمٰن صاحب درخواستی کو بذریعہ کار اسٹیشن سے مرکزی تجوید القرآن لایا گیا۔ دوسرے دن عید الاضحیٰ تھی۔ حضرت مولانا نے مدرسہ ہذا کے وسیع احاطہ میں نماز عید پڑھانا تھا۔ سردی کے باوجود لوگ مدرسہ کے احاطہ میں جوق در جوق جمع ہو رہے تھے۔

طلبہ کی سرگرمیاں

ترتیب: ظہیر میر

ملک بھر میں قائد انقلاب اسلامی حضرت مولانا مفتی محمودؒ کی یاد میں تعزیتی پروگرام منعقد کیئے گئے

گورنمنٹ کالج پشاور میں پینل کا اعلان کردیا گیا

۱۴ اکتوبر کو قائد اسلامی انقلاب حضرت مولانا مفتی محمود رحمۃ اللہ علیہ کا یوم وفات تھا۔ مرحوم کو خراج عقیدت پیش کرنے کے لیئے ملک بھر میں مختلف تعزیتی پروگرام منعقد کیئے گئے۔ ملک بھر سے ان پروگراموں کی تفصیلی رپورٹیں دفتر موصول ہو رہی ہیں۔ جمعیۃ طلبہ اسلام بہاولنگر شہر کے زیر اہتمام قائد تحریک نظام مصطفےٰ حضرت مولانا مفتی محمود نور اللہ مرقدہ کی یاد میں بغداد ہوٹل کے وسیع ہال میں ایک شاندار تقریب کا اہتمام کیا گیا۔ اجلاس کی صدارت جمعیۃ طلبہ اسلام بہاولنگر کے صدر جناب محمد اشرف زاہد نے کی۔ اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے جمعیۃ طلبہ اسلام پاکستان کے مرکزی نائب صدر جناب خالد محمود وٹو نے حضرت مفتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو شاندار الفاظ میں خراج عقیدت پیش کیا۔ انہوں نے کہا کہ حضرت مفتی صاحب مرحوم نے اپنی زندگی میں ملک و ملت اور اسلام کے لئے جو عظیم قربانیاں دی ہیں تاریخ انسانی ہمیشہ اسے اپنے ماتھے کا جھومر سمجھے گی۔

انہوں نے مزید کہا کہ حضرت مفتی صاحب مرحوم نے علماء کے وقار کو بلند کیا اور انہیں ملکی سیاست میں اہم عنصر کی حیثیت سے متعارف کرایا۔ انہوں نے جمعیۃ کے ساتھیوں سے اپیل کی کہ وہ حضرت مفتی صاحب مرحوم کے نظریات کو اپنائیں اور اپنی صفوں میں مکمل اتحاد پیدا کریں۔ اس اجلاس کے مہمان خصوصی حضرت مولانا نیاز محمد صاحب مدظلہٗ نے اپنے خطاب میں طلباء کو نصیحت کی کہ وہ مفتی صاحب مرحوم کے پروگرام کو گھر گھر پہنچانے کے لئے اپنی تمام کوششیں بروئے کار لائیں۔ اجلاس سے جن دیگر حضرات نے خطاب کیا ان میں مولانا حکیم خوشی محمد، سید اظہر حسین زیدی کالعدم تحریک استقلال، عبدالرؤف انجم ایڈوکیٹ، رانا اکرام۔ محمد عارف بھٹی ایڈوکیٹ، مولانا علی احمد اور جمعیۃ طلبہ اسلام ضلع بہاولنگر کے صدر جناب عبید اللہ محمود، مقامی ناظم عمومی جناب افضال حسین اور پنجاب تنظیمی کمیٹی کے رکن جناب حافظ محمد رفیق شاکر کے نام خاص طور پر قابلِ ذکر ہیں۔

گورنمنٹ کالج پشاور

گورنمنٹ کالج پشاور میں جمعیۃ طلبہ اسلام کی طرف سے مکمل پینل کا اعلان کر دیا گیا ہے۔ اعلان کے مطابق درج ذیل حضرات الیکشن لڑیں گے۔

برائے صدارت	فضل عزیز
″ نائب ″	عبدالودود مہمند
″ جنرل سیکرٹری	عمر خطاب شریف خازی
برائے جوائنٹ سیکرٹری:	زبیر انجم یوسفزئی

کلاس نمائندگان

برائے سال چہارم	نور محمد آفریدی
″ ″ سوم	شہزادہ
″ ″ دوم	شمس الرحمٰن مہمند
″ ″ اوّل	اسلام الدین مہمند

پینل کا اعلان جناب نجیم خان صاحب صدر جمعیۃ طلبہ اسلام صوبہ سرحد نے جمعیۃ طلبہ اسلام کے زیر اہتمام ایک جلسہ عام میں کیا۔

تلمبہ

گذشتہ روز جمعیۃ طلبہ اسلام تلمبہ کے کارکنان کا ایک اجلاس منعقد ہوا۔ اجلاس میں اتفاق رائے سے درج ذیل حضرات کا انتخاب عمل میں لایا گیا:۔

سرپرست	افتخار احمد شاہد
صدر	حافظ مقبول احمد
نائب صدر اوّل	محمد علی
″ ″ دوم	عبدالشکور ڈوگر
ناظم عمومی	محمد طاہر
ناظم اوّل	سعید احمد
″ دوم	منصور صابر
″ اطلاعات	شیخ محمد خالد
″ مالیات	طارق مصطفےٰ

جناب افتخار احمد شاہد نے منتخب طلباء

سے حلف وفاداری لیا اور طلباء کو منظم طریقے سے جمعیت کا کام کرنے کی تلقین کی۔ حافظ مقبول احمد نے خطاب کرتے ہوئے طلبہ پر واضح کیا کہ جمعیۃ طلباء اسلام ہی واحد تنظیم ہے جس نے ہر موقع پر قربانی دینے سے کبھی گریز نہیں کیا اور کہا کہ یہ وہ واحد تنظیم ہے جو خلوص کے ساتھ اسلامی نظام تعلیم کے لئے کوشاں ہے۔

اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے جناب محمد طاہر نے کہا کہ جماعتی اصولوں کی پابندی کرتے ہوئے جمعیت کے مشن کو آگے بڑھائیں انہوں نے شہدائے بالاکوٹ اور دیگر اکابر کی قربانیوں کا ذکر کیا اور کہا کہ ہمارے اسلاف کی تاریخ روشن ہے اور ہمیں اپنے اسلاف کے نقش قدم پر چلتے ہوئے اپنے پروگرام کو جاری رکھنا چاہیئے۔

کراچی ڈویژن

جمعیۃ طلبہ اسلام کراچی ڈویژن کے صدر ملک ممتاز احمد اعوان نے گذشتہ ڈویژن کے مختلف علاقوں کا تفصیلی تنظیمی دورہ کیا۔ پروگرام کے مطابق حلقہ محمود آباد میں جلسہ منعقد ہوا جس کی صدارت حلقہ کے صدر اکرام الدین نے کی۔ حلقے کے سیکرٹری جنرل محمد رفیق نے رپورٹ پیش کی۔ مہمان خصوصی جناب ملک ممتاز احمد اعوان نے آخر میں تفصیل سے خطاب کرتے ہوئے جماعتی پالیسیوں پر روشنی ڈالی۔ حلقہ برنس روڈ کے دورہ کے دوران حلقہ کے صدر جناب محمود اکرم اور سابق صدر جناب محمد شکیل سے تنظیمی کام کو آگے بڑھانے کے لئے تفصیلی گفتگو ہوئی۔ جمعیۃ کے صدر جناب ملک ممتاز احمد اعوان نے حلقہ مجاہد آباد تبلیغی کالج کا بھی دورہ کیا اور انہیں تنظیمی امور پر ہدایات دیں۔

سکھر :

گذشتہ روز جمعیۃ طلبہ اسلام سکھر شہر کے کارکنان کا ایک اجتماع منعقد ہوا۔ اجلاس میں کام کو آگے بڑھانے کے لئے پرانی تنظیم کو توڑ کر کنوینئنگ کمیٹی کا اعلان کیا گیا جس کے مطابق حافظ محی الدین اطہر کو کنوینر نامزد کیا گیا اور محمد احمد، محمد اختر اور عبدالرشید کو ان کا معاونین مقرر کیا گیا۔ اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے حافظ اطہر چاچڑ نے جماعت کے پروگرام پر تفصیل سے روشنی ڈالی۔

گوجرانوالہ

گذشتہ روز جمعیۃ طلبہ اسلام ضلع گوجرانوالہ کی مجلس عاملہ کا ایک اجلاس زیر صدارت جناب محمد ضمیر بٹ صدر جمعیۃ طلبہ اسلام ضلع گوجرانوالہ منعقد ہوا۔ اجلاس میں گوجرانوالہ میں منعقد ہونے والے صوبائی تربیتی اجتماع کے انعقاد کے پروگرام پر غور و خوض کیا گیا۔ اجلاس میں فیصلہ کیا گیا کہ صوبائی اجتماع کو ہر ممکن کامیاب بنایا جائے گا۔ یاد رہے یہ اجلاس ۲۲ اکتوبر سے مدرسہ نصرت العلوم گوجرانوالہ میں منعقد ہو رہا ہے جس میں ملک بھر سے اور خصوصاً صوبہ پنجاب سے نمائندگان شرکت کریں گے۔

لاہور

گذشتہ روز جمعیۃ طلبہ اسلام ضلع لاہور کے صدر جناب عبداللطیف عثمانی نے ضلع لاہور کے مختلف ساتھیوں سے خصوصی ملاقات کی اور انہیں گوجرانوالہ میں منعقد ہونے والے صوبائی تربیتی اجتماع میں شرکت کے لئے بات چیت کی۔ انہوں نے ساتھیوں کو اجتماع کو مؤثر طریقے سے کامیاب بنانے کی ہدایت کی۔ امید ہے کہ لاہور سے تقریباً بیس پچیس ساتھیوں کا وفد شرکت کرے گا۔

بقیہ : ننھی شہری سے

آپ نے نماز عید سے پہلے ہزاروں لوگوں کے مجمع سے خطاب فرمایا اور توحید باری تعالیٰ اور سیرت نبویؐ، سنّت ابراہیمؑ و اسماعیلؑ پر روشنی ڈالی اور مدرسہ کے بانی و مہتمم حضرت مولانا قاری غلام النبی صاحبؒ کو شاندار الفاظ میں خراج عقیدت پیش کیا اور ان کی عظیم خدمات کو خراج تحسین پیش کیا۔ اسی دن آپ نے جامع مسجد قبا سٹیلائٹ ٹاؤن کوئٹہ میں نماز جمعہ پڑھائی۔ آپ نے خطبۂ جمعہ سے قبل حاضرین سے خطاب میں فرمایا کہ صحابہ کرامؓ ہی کے طفیل سے ہمیں یہ دین ملا ہے۔ آپ نے لوگوں کو پانچ وقت نماز کی پابندی اور اتحاد و اتفاق سے رہنے، اپنے بزرگوں کی قدر کرنے کی تلقین فرمائی۔ نماز کے بعد احباب سے ملاقات ہوئی اور بعد میں آپ واپس مرکزی تجوید القرآن پہنچے۔ عید کے دوسرے دن یعنی ۱۱ ذی الحجہ کو مولانا غلام غوث ازبانوی کی دعوت پر آپ مدرسہ عربیہ روضۃ العلوم جیوجہ پہ تشریف لے گئے جہاں دوسرے علماء کرام بھی مدعو تھے۔ آپ نے مدرسہ کا معائنہ کیا اور دعاء فرمائی۔ اس موقع پر مدرسہ کے مہتمم مولانا خیر محمد صاحب بھی موجود تھے۔ آپ عصر تک وہاں رہے اور شام مرکزی تجوید القرآن تشریف لائے۔ عید کے تیسرے دن یعنی ۱۲ ذی الحجہ کو آپ مدرسہ عربیہ بحر العلوم سریاب کسٹم تشریف لے گئے اور رات کو خطاب فرمایا۔ اس موقع پر مدرسہ کے بانی حاجی دلاور خان اور مہتمم مولانا عبداللہ جان کے علاوہ کئی علماء موجود تھے۔ آپ نے رات وہیں قیام فرمایا اور صبح کو مرکزی تجوید القرآن تشریف لائے۔ منگل کی رات آپ نے مدرسہ عربیہ حقانیہ حق آباد میں سیرت النبیؐ کے موضوع پر جلسہ سے خطاب فرمایا۔ بعد ازاں واپس مرکزی تجوید القرآن پہنچے۔ ۱۴ ذی الحجہ کو احباب اور مقامی علماء سے ملاقات کی اور اسی دن بذریعہ ٹرین خانپور روانہ ہو گئے۔